9

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

10 مارچ 2004ء — 18 محرم الحرام 1425ھ

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

فتنۂ دجال کی حقیقت

رسول کریمؐ کا مقصد بعثت

قومی مشاورت کی ضرورت

عراق میں امریکی فوج کے
دس ماہ

بھارتی سیاست کے حالاتِ حاضرہ

غلامی میں نہ کام آتی ہیں......

مولانا سید سلیمان ندوی

کاروانِ خلافت: منزل بہ منزل

حُبِّ رسولؐ کے تقاضے

حضور ﷺ کی محبت اور حضورؐ کے اتباع کا پہلا نتیجہ یہ نکلنا چاہئے کہ ہماری زندگی کا مقصد وہی ہو جائے جو آپؐ کی بعثت کا مقصد ہے۔ باقی تمام چیزیں اس کے تابع ہو جائیں۔ اگر مقصد یہ نہیں ہے تو پھر نقشہ ہی جدا ہو گیا۔ ہم نے زندگی کے بعض گوشوں میں حضورؐ کی پیروی کر لی، مثلاً حضورؐ کے لباس کی، وضع قطع کی، آپؐ کے روزانہ کے معمولات کی پیروی کر لی تو اپنی جگہ ہر چیز مبارک ہے۔ حضورؐ کے نقشِ قدم کی جس طور اور جس انداز سے بھی پیروی کی جائے گی، وہ نہایت مبارک ہے، لیکن بحیثیت مجموعی حضور ﷺ نے اپنی زندگی کی جدوجہد کا جو رخ معین فرمایا وہ اگر ہم نے اختیار کیا تو ان چھوٹی چھوٹی چیزوں میں اتباع نتیجہ خیز نہیں ہوگا۔ جیسے کہ سورۃ البقرۃ کے سترہویں رکوع میں فرمایا گیا ہے وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا" ہر شخص کے سامنے کوئی ہدف ہے، کوئی مقصد ہے، جس کی طرف وہ بڑھ رہا ہے۔" آپ حضرات نے "جہد للبقا" کے نظریئے کا مطالعہ کیا ہوگا۔ آپ نے ڈارون کا فلسفہ پڑھا ہوگا اور آپ اس کے نظریہ "بقائے اصلح" سے واقف ہوں گے۔ اس جہاد زندگانی میں ہر شخص زور لگا رہا ہے، آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے اور ہر ایک کا کوئی نہ کوئی ہدف ہے۔ تو پہلی چیز جو حضور ﷺ کی محبت کے تقاضا کے طور پر سامنے آئے گی وہ یہ ہے کہ ہمارا ہدف بھی وہی ہو جائے جو حضور ﷺ کا تھا۔ اس وقت اس ہدف کے لفظ سے بے اختیار میرا ذہن علامہ اقبال مرحوم کے اس مصرع کی طرف منتقل ہوا کہ ع "آہ وہ تیر نیم کش جس کا نہ ہو کوئی ہدف"...... تیر انداز پہلے تو اپنا ایک نشانہ مقرر کرتا ہے کہ میں نے تیر مارنا کہاں ہے! پھر اس کی قوت روبعمل آتی ہے۔ وہ جتنے زور کے ساتھ کمان کو کھینچ سکے گا، اسی زور سے وہ تیر اپنے ہدف کی طرف جائے گا۔ علامہ نے اس مصرع میں دو چیزیں جمع کر دیں...... کسی تیر انداز کی جدوجہد کے ضائع اور بے نتیجہ ہونے میں دو عوامل شامل ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ ہدف معین نہیں۔ دوسرا یہ کہ کمان کو نیم دلانہ اور پوری قوت سے کھینچا نہیں گیا ہے۔ اس پر پورا زور نہیں لگایا گیا ہے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ کوئی تیر ادھر کو چلا گیا، کوئی ادھر کو چلا گیا۔ ضروری ہوگا کہ ہدف بھی صحیح معین ہو اور پھر پوری قوت کے ساتھ تیر چلا کر اس ٹارگٹ کو Hit کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہ دونوں چیزیں نہیں ہوں گی تو تیر بے کار جائے گا۔ حبِ رسولؐ کا پہلا تقاضا ہے اتباعِ رسولؐ۔ اس اتباعِ رسولؐ کی پہلی منزل کیا ہوگی؟ یہ کہ ہر مسلمان شعوری طور پر اپنی زندگی کا ہدف معین کر لے کہ میری زندگی کا مقصد، میری زندگی کا ہدف، میری بھاگ دوڑ کی منزلِ مقصود وہی ہے جو جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی تھی اور وہ ہے اللہ کے دین کا غلبہ...... اسے ملک نصر اللہ عزیز مرحوم نے ایک بڑے سادے انداز میں شعر کا جامہ پہنایا ہے کہ ؂

مری زندگی کا مقصد ترے دیں کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں، میں اسی لئے نمازی

ماخذ: حب رسولؐ کے تقاضے

تحریر: ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ البقرۃ (آیت286)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۝﴾

''اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا' برے کرے گا تو اُسے اُن کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار! اگر ہم سے بھول یا چوک ہوگئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو۔ اور (اے پروردگار!) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما' تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما۔''

یہ سورۃ البقرہ کی آخری آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کی وسعت کے مطابق ہی ذمہ دار ٹھہرائے گا۔ یہ بہت بڑے فضل و کرم والی آیت ہے۔ یہ انسانی حقوق کا Megna Carta ہے۔ اللہ نے فرمایا ہے کہ جب اور جہاں کوئی مجھے پکارے میں اس کی پکار کو سنتا ہوں' قبول کرتا ہوں' پس لوگوں کو چاہئے کہ وہ میرا کہنا مانیں۔ یہ بات دو طرفہ ہے' یک طرفہ نہیں۔ میری مانو اپنی منواؤ۔ اگر تم ہماری بات نہیں مانتے تو تمہاری دعا تمہارے منہ پر دے ماری جائے گی۔ قنوت نازلہ چالیس دن کیا 80 80 دن پڑھتے رہو ڈھاک کو بیٹھ ہی جائے گا' وہ بیٹھ گیا۔ یہودیوں سے شکست تو ہو ہی جائے گی سووہ ہوگئی۔ دعائیں کرتے رہو حرمین میں' قنوت نازلہ پڑھتے رہو مکہ اور مدینہ میں بلکہ پوری دنیا میں پڑھ لو' مگر حالت یہ ہو کہ اللہ کے احکام سے روگردانی ہے' اللہ کے باغیوں سے دوستی ہے' قبلہ ماسکو اور واشنگٹن کو بنایا ہوا ہے' تو تمہاری دعائیں کیسے قبول ہوں گی؟ مگر یہ آیت اس اعتبار سے بڑی رحمت والی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں معاملہ اندھے کی لاٹھی والا نہیں کہ تمام انسانوں سے محاسبہ ایک ہی سطح پر ہو۔ اللہ جانتا ہے کہ کس کی کتنی وسعت ہے اور وسعت کئی چیزوں سے مل کر بنتی ہے۔ ہر شخص کو جو genes ملے ہیں وہ دوسروں سے مختلف ہیں۔ ان genes کی اپنی اپنی خصوصیات (properties) اور تحدیدات (limitations) ہیں۔ پھر آپ کو ایک طرح کا ماحول ملا ہے' دوسرے کو دوسری طرح کا ماحول ملا ہے۔ ماحول اور توارث کو یکجا کریں تو شخصیت کا ایک ہیولیٰ بنتا ہے۔ جب کوئی لوہے کی چیز ڈھالنی ہو تو اس کے لئے پہلے لکڑی یا مٹی کا ایک Pattern بناتے ہیں۔ اب لوہے کو مائع حالت میں اس میں ڈال دیتے ہیں تو لوہا وہی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ ہے جسے شاکلہ کہتے ہیں اور ہر شخص کا شاکلہ الگ ہے اور ہر شخص کو اس کے شاکلہ کے اندر اندر محنت کرنی ہے اور اللہ تو خوب جانتا ہے کہ کس کا شاکلہ وسیع تھا اور کس کا شاکلہ تنگ تھا۔ اسی چیز کو سورۃ بنی اسرائیل میں بیان کیا گیا: قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۔ اللہ تعالیٰ حساب لے گا تو ہر شخص کو جو شاکلہ دیا گیا ہے اس کو ملحوظ رکھ کر حساب لے گا کہ جو شاکلہ ہم نے تمہیں دیا تھا اس میں تم نے کیا کیا۔ فرض کیجئے ایک شخص کے اندر 20 درجے کی استعداد ہے اس نے 18 درجے کام کر دیا تو وہ کامیاب ہو گیا۔ ایک اور شخص جس میں استعداد 100 درجے کی تھی اس نے 50 درجے کام کر دیا تو وہ ناکام ہو گیا' حالانکہ کمیت کے اعتبار سے 50 درجے 18 درجے سے زیادہ ہیں۔ لیکن جو 18 درجے کا کام کر رہا ہے اس میں استطاعت 20 کی تھی جو اس نے تقریباً پوری کر دی' اب 50 درجے والے میں استطاعت 100 کی تھی اس لئے وہ 50 تک کام کر کے بھی ناکام رہا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں محاسبہ فرداً فرداً ہے۔ ﴿وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا﴾ ''سب لوگ قیامت کے دن اکیلے اکیلے (حساب کتاب کے لئے) آئیں گے۔''

اللہ تعالیٰ کسی بھی جان کو اس کی وسعت سے بڑھ کر ذمہ دار نہیں ٹھہرائے گا' البتہ یہاں ایک آدمی اپنی صلاحیت کے اندازے میں خود فریبی (self deception) کا شکار ہو جاتا ہے۔ ایک شخص دنیا میں بھاگ دوڑ کر رہا ہے' بڑی کامیابیاں حاصل کر رہا ہے' مگر دین کے معاملہ میں کہتا ہے کہ میرے اندر اس کی استعداد ہی نہیں۔ یہ بڑی اور خطرناک خود فریبی ہے۔ اگر ذہانت' صلاحیت اور استعداد نہیں تو دنیا کیسے کما رہے ہو؟ صحیح طرزِ عمل یہ ہے کہ جو کچھ کر سکتے ہو وہ کیجئے۔ اپنی شخصیت کو کھودیئے اور جو کچھ اس میں سے نکال سکتے ہو نکال لیجئے۔ ہاں آپ نکال تو اتنا ہی سکیں گے جتنا آپ کے اندر ودیعت کیا گیا ہے' زیادہ کہاں سے لے آئیں گے۔ اور یہ مضمون ﴿لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا. لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت﴾ بہت اہمیت کے ساتھ قرآن مجید میں پانچ مرتبہ آیا ہے' یعنی اُسی جان کے لئے ہے جو کچھ اس نے کمایا اور اس کے اوپر وبال بنے گا جو اس نے برائی کی۔

فرمانِ نبویؐ

دنیاوی تکلیفوں کا بدلہ

چوہدری رحمت اللہ بٹر

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ زُھَیْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : اُخْبِرْتُ اَنَّ اَبَابَکْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ :یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ الصَّلَاحُ بَعْدَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ : ﴿لَیْسَ بِاَمَانِیِّکُمْ وَلَا اَمَانِیِّ اَھْلِ الْکِتَابِ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْءً ا یُّجْزَ بِہٖ﴾ فَکُلُّ سُوْءٍ عَمِلْنَا جُزِیْنَا بِہٖ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :((غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ یَا اَبَابَکْرٍ ' اَلَسْتَ تَمْرَضُ ؟ اَلَسْتَ تَنْصَبُ؟ اَلَسْتَ تَحْزَنُ؟ اَلَسْتَ تُصِیْبُکَ اللَّاْوَاءُ؟ قَالَ : بَلٰی' قَالَ فَھُوَ مَا تُجْزَوْنَ بِہٖ))

(مسند احمد)

ابوبکر بن ابوزہیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اس آیت کے بعد کیسے بچاؤ ہوگا: ''تمہاری اور اہل کتاب کی خواہشوں کے مطابق نہیں ہوگا بلکہ جو کوئی برائی کرے گا اسے اس کی سزا ملے گی'' پس ہم نے جو بھی برائی کی ہوگی اس کی سزا ملے گی؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ آپ کو معاف کرے اے ابوبکرؓ! کیا آپ بیمار نہیں ہوتے؟ کیا آپ کو تھکاوٹ نہیں ہوتی؟ کیا آپ کو غم نہیں آتے؟ کیا آپ کو تکالیف نہیں آتیں؟ انہوں نے عرض کیا: یہ تو ہے؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: پس یہ بدلہ ہے آپ کی برائیوں کا''۔

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

جلد	4 مارچ تا 10 مارچ 2004ء	شمارہ
13	12 محرم الحرام تا 18 محرم الحرام 1425ھ	9

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر انتظامی: سید قاسم محمود

مجلس ادارت
ڈاکٹر عبدالخالق۔ مرزا ایوب بیگ
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔ گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ' لاہور
فون: 6316638-6366638 فیکس: 6305110
E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور
فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ: 5 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 250 روپے
بیرون پاکستان
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)
☆.☆.☆
''ادارہ'' کا مضمون نگار کی رائے سے
متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

قومی مشاورت کی ضرورت

جنوبی وزیرستان میں ہونے والا حالیہ آپریشن قبائلی علاقوں میں کی جانے والی چوتھی بڑی فوجی کارروائی ہے اور سابقہ کارروائیوں کے مقابلے میں زیادہ سنگین اور طویل ہے۔ 28 فروری کو سیکورٹی فورسز کی فائرنگ کے نتیجے میں 13 افراد جاں بحق اور سات زخمی ہو گئے۔ یہ درست ہے کہ حکومت نے اشک شوئی کے لئے لواحقین کے لئے ایک ایک لاکھ روپے اور زخمیوں کے لئے پچاس پچاس ہزار روپے معاوضہ دینے کا اعلان کیا ہے اور تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی بٹھا دی ہے۔ کیا روپیہ اس جان کا معاوضہ ہو سکتا ہے جسے بے گناہ اور بے قصور ہلاک کیا گیا ہو؟ کیا اپنی ہی ظالمانہ کارروائی پر تحقیقاتی کمیٹی بٹھانا پوری قوم کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کے مترادف نہیں ہے جو اپنے ہی ملک کے ایک پُر امن علاقے میں امریکا کی جنگ لڑنے کے سخت خلاف ہے۔

صرف ایک شخص پرویز مشرف' اور ممکن ہے کہ ان کے چند قریبی احباب' دہشت گردی کے خلاف جارج بش اور ان کے چند قریبی احباب کی جنگ میں پاکستان کو ''فرنٹ سٹیٹ'' بنانے کے شوق میں مرے جا رہے ہیں۔ ورنہ پاکستانی قوم تو بڑی حیرت اور افسوس کہ ساتھ یہ تماشا دیکھ رہی ہے کہ کل جن طالبان اور مجاہدین (عرب و افغان) کو روس کے خلاف جنگ میں ''جہاد'' کے نام پر آگ کے گولوں کے سامنے' بڑی تحریک و تنظیم کے ساتھ' بھیجا جا رہا تھا' آج وہ کیوں اور کیسے دہشت گرد بن گئے ہیں۔ اور اگر وہ امریکا برطانیہ کی نظر میں دہشت گرد ہیں تو اُن کی گرفتاری اور ہلاکت کی ظالمانہ کارروائی میں پاکستانی فوج کی شرکت کا کیا جواز ہے؟ چند روز پہلے جارج بش نے اپنی انتخابی تقریر میں پرویز مشرف صاحب کا نام لے کر اپنی ذاتی دوستی اور امریکا کے لئے ان کی خدمات کی بڑی تعریف کی تھی اور کہا تھا کہ دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ میں امریکا پاکستان کے تعاون سے بالکل مطمئن ہے اور اس تعاون ہی کی وجہ سے پاکستان کے لئے 70 کروڑ ڈالر مالیت کی امریکی امداد کی راہ ہموار ہو گئی ہے۔ صدر بش کی طرف سے اس ''گراں قدر'' عطیے کی بخشش سے دو دن قبل امریکی محکمہ خارجہ نے انسانی حقوق کی رپورٹ پیش کی تھی جس میں پاکستان میں انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ اس رپورٹ میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا الزام پاکستان کے دوست ملک چین پر بھی عائد کیا گیا تھا' لیکن چین نے ایک غیرت مند' خود مختار اور باوقار مملکت کی حیثیت سے دوسرے دن ہی یہ اعلان کر کے اپنا حساب چکا دیا کہ درحقیقت انسانی حقوق کا قاتل امریکا ہے جس نے 16 ہزار عراقی مار ڈالے اور جہاں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ اس کے برعکس حکومت پاکستان نے محض معمول کا تردیدی بیان جاری کرنے پر اکتفا کیا۔

ہمارے جنرل صاحب کے لئے یہ امر بھی خوش کن ہونا چاہئے کہ جارج بش کے بعد اب امریکا کے وزیر خارجہ کولن پاؤل نے بھی ان کی ذاتی تعریف کی ہے۔ وہ امریکی سینیٹ کی بجٹ کمیٹی میں پیش ہوئے تو سینیٹ کے بعض ارکان نے ایٹمی پھیلاؤ میں ملوث ہونے کی بناء پر پاکستان اور اس کے ایٹمی سائنس دان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو سزا دینے کا مطالبہ کیا۔ اس موقع پر کولن پاؤل نے ڈاکٹر عبدالقدیر کے خلاف کارروائی پر جنرل پرویز مشرف کی تعریف کی اور ڈاکٹر عبدالقدیر کی سرگرمیاں بے نقاب کرنے کے اقدام کو دلیرانہ قرار دیا' اور یہ بھی کہا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر پاکستان کے قومی ہیرو ہیں' ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر کو مشروط معافی دی گئی ہے۔ انہیں تمام معلومات فراہم کرنا ہوں گی۔ جارج بش اور کولن پاول کی ہمارے جنرل مشرف کی شان میں یہ ذاتی قصیدہ گوئی اور اقتصادی امداد' جو اپنے فیصلے قوم یا پارلیمنٹ سے نہیں کراتے' بلکہ قومی مفادات اور ''سب سے پہلے پاکستان'' کے نام پر اکیلے ہی کرنے کے عادی ہیں' آئندہ چند مہینوں میں جو گل کھلانے والی ہے' وہ پوری قوم کھلی آنکھوں کے ساتھ صاف صاف دیکھ رہی ہے۔ اسامہ بن لادن اور ملا عمر کی گرفتاری کے لئے خصوصی امریکی ٹاسک فورس 121' پاکستان میں فوجی کارروائی کے لئے آ گئی ہے یا آنے والی ہے۔ پاکستان پر ایٹمی پروگرام اور مسئلہ کشمیر سے دستبردار ہو جانے کے لئے امریکی دباؤ بڑھ رہا ہے' جس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ صدر مشرف اور ان کے ترجمان کو روزانہ یہ یقین دہانی کرانی پڑ رہی ہے کہ ایٹمی پروگرام اور مسئلہ کشمیر پر کوئی سودے بازی نہ کی جائے گی۔ اور یہ یقین دہانی صدر مملکت' وزیر اعظم اور وزیر اطلاعات کی جانب سے جنوبی وزیرستان میں اپنے ہی باشندوں پر زبردست فوجی کارروائی اور توپوں کی گھن گرج میں کی جاتی ہے جس کا کوئی اثر قوم پر نہیں پڑتا۔ ان پیچیدہ مسائل کا حل اس کے سوا اور کوئی نہیں ہے کہ ایٹمی پھیلاؤ' مسئلہ کشمیر' پاک بھارت مفاہمت' اسامہ بن لادن اور دوسرے ہی مجاہدین کی گرفتاری یا ہلاکت کے لئے اپنے ہی علاقے میں فوجی کارروائی جیسے قومی اہمیت کے معاملات قومی اسمبلی میں پیش ہوں' جہاں آزادانہ بحث مباحثے کے بعد جو بھی فیصلہ ہو' اس پر شرح صدر کے ساتھ عمل کیا جائے۔ پاکستان کو آج چاروں طرف سے جن مصائب و مشکلات میں گھیر لیا گیا ہے' اس محاصرے کو توڑنے کے لئے آمرانہ فیصلوں کی بجائے قومی مشاورت کی جتنی ضرورت آج ہے' اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔

(مدیر انتظامی)

26 25 فروری کو علی الصبح مراکش میں ایک طاقتور زلزلے نے تباہی مچادی۔ 300 افراد جاں بحق' ریکٹر سکیل پر زلزلے کی شدت 6.1 تھی' جس نے جنوب مشرقی صوبے الحکیم میں تباہی مچادی۔ سب سے زیادہ نقصان اور تباہی امزورین اور الکمار اقصبات میں ہوئی ـــــ القاعدہ کے رہنما ایمن الظواہری نے ''الجزیرہ'' ٹیلی ویژن پر نشر کئے جانے والے آڈیو ٹیپ میں امریکی صدر بش کو خبردار کیا ہے کہ وہ امریکہ پر مزید حملوں کے لئے تیار ہیں۔ امریکی فوج کا ایک خصوصی دستہ افغانستان منتقل کیا جارہا ہے جو اسامہ بن لادن کی تلاش کرے گا۔ یہ وہی خصوصی دستہ ہے' جس نے عراق کے شہر تکریت میں سابق صدر صدام حسین کی گرفتاری میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ امریکی کمانڈوز کے اس خصوصی دستے کا نام ٹاسک فورس 121 ہے' جس میں ڈیلٹا فورس اور نیوی کے کمانڈوز شامل ہیں۔ پاک فوج نے جنوبی وزیرستان میں ایک کامیاب آپریشن میں 25 سے زائد مشتبہ افراد کو وانا سے گرفتار کیا' جن میں بعض غیر ملکی بھی شامل ہیں' جن کے قبضے سے غیر ملکی پاسپورٹ' ہتھیار' بارود اور آڈیو کیسٹس بھی برآمد کی گئی ہیں۔ گرفتار ہونے والے افراد میں کچھ خواتین بھی شامل ہیں۔

27 کل جماعتی حریت کانفرنس کے عباس انصاری گروپ کے سربراہ مولانا عباس انصاری نے بھارت کو مقبوضہ کشمیر میں مظالم کا سلسلہ بند کرنے کی ڈیڈ لائن (10 مارچ) دیتے ہوئے خبردار کیا ہے کہ اگر ان کے مطالبے پر عمل نہ کیا گیا تو وہ بھارتی حکومت کے ساتھ مذاکرات ختم کر دیں گے ـــــ کابل میں امریکی فوج کے ترجمان نے پریس بریفنگ میں کہا کہ پاکستانی اور امریکی فوج پاک افغان سرحد پر القاعدہ اور طالبان کے خلاف آپریشن کر رہی ہے اور اسامہ' ملا عمر اور حکمت یار کو جلد گرفتار یا ہلاک کر دیں گے ـــــ انڈونیشیا کے نائب صدر حمزہ حاذ نے مسلمان دانشوروں کو تین روزہ کانفرنس کے اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ' برطانیہ اور اُن کے اتحادیوں کی جانب سے عراق کے خلاف جس دہشت گردی کا ارتکاب کیا گیا ہے' کسی خود مختار ملک کے خلاف ہونے والی ایسی دہشت گردی نہ صرف جمہوریت اور انسانی حقوق کے خلاف ہے' بلکہ تمام بنی نوع انسان کے خلاف بھی دہشت گردی ہے۔ ایٹمی پھیلاؤ کے حوالے سے ملائشیا کی ایک فرم کی ایٹمی بلیک مارکیٹ میں ملوث ہونے کی بازگشت کے باوجود نیوکلیئر ٹیکنالوجی انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر جنرل احمد صوری ہاشم نے کہا ہے کہ ملائشیا ایٹمی پروٹوکول کی پابندی پر عمل نہیں کر سکتا ـــــ اسرائیل کی سرحدی پولیس کے اہلکار جمعہ کو مقبوضہ بیت المقدس میں جوتوں سمیت داخل ہو گئے۔ اُس وقت نماز جمعہ کے لئے 35 ہزار مسلمان جمع تھے۔ نوجوان فلسطینیوں کو منتشر کرنے کے لئے سٹن گرینیڈ پھینکے۔

28 امریکی وزیر خارجہ کولن پاول نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو مشروط معافی دی گئی ہے۔ انہیں تمام معلومات فراہم کرنا ہوں گی۔ ایٹمی پھیلاؤ کے بارے میں اُن سے پوچھ گچھ جاری ہے۔ بے شک ڈاکٹر قدیر کو پاکستان میں عوامی ہیرو کا درجہ حاصل ہے۔ وہ ایٹمی نیٹ ورک کے بارے میں اہم انکشافات کر رہے ہیں۔ صدر پرویز مشرف امریکہ سے بھرپور تعاون کر رہے ہیں۔ انہوں نے ڈاکٹر قدیر کی پراسرار سرگرمیاں بے نقاب کرنے کے لئے دلیرانہ اقدام کیا۔ پاکستان کو اس نئے امریکی بجٹ میں سے 70 کروڑ ڈالر کی امداد ملے گی ـــــ بین الاقوامی ایٹمی انرجی ایجنسی نے اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا ہے کہ پاکستان ایٹمی ٹیکنالوجی کے پھیلاؤ کو روکنے کی کوشش میں تعاون کر رہا ہے۔ ایٹمی پھیلاؤ سے متعلق تحقیقات پاکستان کا داخلی معاملہ ہے۔ ڈاکٹر قدیر ایٹمی بلیک مارکیٹ کے خالق تھے۔ یہ جاننے کی کوشش ہو رہی ہے کہ بلیک مارکیٹ مزید کن ملکوں کو ٹیکنالوجی منتقل کرنے میں ملوث ہے۔ لیبیا نے آج سے اپنے کیمیائی ہتھیار تلف کرنا شروع کر دیے۔ 5 مارچ تک 3300 بم تباہ کئے جائیں گے۔

29 جنوبی وزیرستان ایجنسی میں پاکستانی سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے 13 افراد جاں بحق اور سات افراد زخمی ہو گئے۔ جاں بحق ہونے والوں میں 5 مقامی وزیر قبائل اور 8 افغان باشندے شامل ہیں۔ القاعدہ اور طالبان سے تعاون کے الزام میں ایک اور قبیلے کرامت خیل کے خلاف بھی آپریشن شروع کر دیا گیا ہے ـــــ ایران کے سرکاری ریڈیو نے دعویٰ کیا ہے کہ القاعدہ تنظیم کے سربراہ اسامہ بن لادن کو پاکستانی علاقے سے گرفتار کر لیا گیا ہے' اور امریکی وزیر دفاع ڈونلڈ رمزفیلڈ اسی سلسلے میں پاکستانی حکام سے تبادلہ خیال کے لئے 26 فروری کو پاکستان کے دورے پر آئے تھے۔ ریڈیو نے مزید دعویٰ کیا ہے کہ اسامہ بن لادن کی گرفتاری کو راز میں رکھا جا رہا ہے' کیونکہ صدر بش کی خواہش ہے کہ اس کا اعلان امریکہ میں ہونے والے صدارتی انتخابات کے دوران کیا جائے جس سے اُن کی سیاسی ساکھ کو زبردست اٹھان ملے گی۔ پاکستان اور امریکہ کے اعلیٰ حکام نے اس خبر کی تردید کی ہے۔

یکم مارچ صدر جنرل پرویز مشرف نے کل جنوبی وزیرستان ایجنسی میں ہونے والی فائرنگ سے 13 افراد کی ہلاکت کے المناک واقعے کی تحقیقات کا حکم دے دیا اور تحقیقات کے لئے ایک انکوائری کمیٹی مقرر کر دی ہے۔ ایجنسی کی حدود میں اسلحے کی نمائش پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ پاک فوج نے پہاڑوں پر مورچے سنبھال لئے۔ جاں بحق ہونے والوں کے لواحقین کے لئے ایک ایک لاکھ روپے اور زخمیوں کے لئے پچاس پچاس ہزار روپے معاوضے کا اعلان کیا گیا ـــــ امریکہ کے مشہور جریدے ''نیویارکر میگزین'' کے تازہ شمارے میں صحافی سیمور ہرش نے خبر دی ہے کہ پاکستان کے اندر امریکی فوجی تعینات کرنے کی اجازت امریکہ کی طرف سے ڈاکٹر قدیر کو معافی دیئے جانے کے صدر مشرف کے اقدام کی حمایت کے عوض دی جا رہی ہے۔ مضمون میں بتایا گیا ہے کہ مشرف نے اسامہ بن لادن کی تلاش کے سلسلے میں مزید مدد کی بھی پیشکش کی ہے ـــــ اسرائیل نے بھارت کو تین جدید اواکس جاسوسی طیارے فراہم کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ ایک ارب ڈالر سے زیادہ مالیت کے جاسوس طیاروں کا معاہدہ شیرون کے دورۂ بھارت کے موقع پر ہوا تھا۔ امریکہ کی منظوری پہلے ہی حاصل کر لی گئی تھی ـــــ بھارت کی ایک عدالت نے راجستھان میں ٹرین بم دھماکوں کے الزام میں پندرہ مسلمانوں کو عمر قید کی سزا سنائی ہے۔ ان پر الزام تھا کہ انہوں نے بابری مسجد کی شہادت کا بدلہ لینے کے لئے 1993ء میں ٹرین میں بم دھماکے کئے تھے' جن کے باعث 2 افراد ہلاک اور 22 زخمی ہو گئے تھے۔

2 آج 10 محرم الحرام اور یوم عاشور ہے۔ دنیائے اسلام میں مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے' حضرت حسینؓ کی شہادت اور سانحہ کربلا کے سلسلے میں' اپنے اپنے انداز میں انہیں خراجِ عقیدت پیش کر رہے ہیں ـــــ عراق کی حکمران عبوری کونسل آئین پر متفق ہو گئی ہے' جس کے تحت جنوری 2005ء تک عام انتخابات کرائے جائیں گے۔ ملک میں وفاقی حکومت قائم ہو گی۔ اسلام سرکاری مذہب ہو گا' لیکن اسلام قانون سازی کا ماخذ نہیں' بلکہ ایک ذریعہ ہو گا۔ خواتین کو 25 فیصد نشستیں ملیں گی ـــــ خلیج تعاون کونسل نے مطالبہ کیا ہے کہ اقوام متحدہ کے زیر اہتمام عالمی ادارے سے اسرائیلی ایٹمی تنصیبات کا معائنہ کرایا جائے۔

3 کل یوم عاشور میں محرم کے جلوسوں کے موقع پر عراق اور پاکستان میں شیعہ سنی فساد کے افسوس ناک واقعات ہوئے' جن کے نتیجے میں بغداد اور کربلا میں 182 افراد جاں بحق ہوئے اور سینکڑوں بری طرح زخمی ہوئے۔ کوئٹہ میں کم از کم 42 افراد ہلاک ہوئے۔ وہاں فوری طور پر کرفیو نافذ کر دیا گیا۔ منڈی بہاء الدین میں تین افراد ہلاک ہوئے۔

قوانین فطرت کوانسان نے ایجادنہیں کیا بلکہ انہیں دریافت کیا ہے

موجودہ دجالی تہذیب کا فریب یہ ہے کہ انسان کی نگاہیں ظواہر میں الجھ کر رہ جاتی ہیں

فتنہ دجال کے دور میں جو شے ظاہراً رحمت نظر آئے گی وہ اصلاً عذاب ہوگا جبکہ تکلیف اور پریشانی میں حقیقی آسانی ہوگی

آج ہمارا امتحان یہ ہے کہ کون مادی وسائل پر بھروسہ کرتا ہے اور کس کا توکل وبھروسہ اللہ پر ہے

فتنۂ دجال کی حقیقت

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں حافظ عاکف سعید صاحب کے 20 فروری 2004ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

✿ سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ کہف جڑواں سورتیں ہیں۔ دونوں سورتیں قرآن حکیم کے بالکل وسط میں ہیں اور حکمت قرآن حکیم کا عظیم خزانہ ہیں۔ سورۂ کہف کی ابتدائی چند آیات کا ہم پچھلے جمعہ مطالعہ کر چکے ہیں۔ آج سورۂ کہف کے حوالے سے مزید چند ابتدائی باتیں ذہن نشین کریں گے۔ احادیث میں آتا ہے کہ جو سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات حفظ کر لے وہ دجالی فتنے کے اثرات سے محفوظ رہے گا۔ بعض روایات میں آخری دس آیات کا تذکرہ ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ دجالی فتنہ ہے کیا؟ احادیث میں دجالی فتنے کے جو خدوخال ملتے ہیں' ان کے ذریعے ہم دجالی فتنے کی حقیقت اور اس کا سورۂ کہف کے مضامین سے تعلق سمجھ سکتے ہیں۔ دراصل دجال ایک شخصیت کا نام بھی ہے جو قیامت سے قبل ظاہر ہوگا' لیکن ایک دجالی فتنہ ہے جس کی کچھ علامات ہیں جو احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔ مثلاً دجال کی ایک خصوصیت تیز رفتاری بھی ہے کہ پورے کرہ ارض کا چکر وہ چالیس دنوں میں مکمل کر لے گا' اس کی سواری کا ایک قدم اتنا بڑا ہوگا جتنا فاصلہ مدینہ اور شام کا ہے۔ موجودہ دور میں ہوائی جہاز نے جس طرح فاصلوں کو معدوم کر دیا ہے' اس سے اس تیز رفتاری کا معاملہ باآسانی سمجھ میں آجاتا ہے۔ اس کے علاوہ دجال کے بارے میں آتا ہے کہ اس کی آواز مشرق ومغرب کے لوگ بیک وقت سن سکیں گے۔ ریڈیو ٹی وی کی ایجاد سے یہ بات آج بالکل ممکن دکھائی دیتی ہے۔ جیسے واشنگٹن میں ہونے والی صدر بش کی تقریر کو پوری دنیا میں' قریہ قریہ لوگ سنتے ہیں۔ اسی طرح مسیح الدجال کو بہت سے امراض کے علاج کی قدرت بھی حاصل ہوگی۔ آج کی دنیا میں اگر ہم اپنے الفاظ میں کہیں تو گویا میڈیکل کے شعبے میں اُسے خوب کمال حاصل ہوگا' یہاں تک کہ وہ ایک شخص کو چیرے گا اور پھر اس کے دونوں حصوں کو جوڑ دے گا۔ آج کے دور میں کٹے ہوئے اعضاء کو سرجری کے ذریعے جوڑا جارہا ہے۔ پھر یہ کہ مظاہر فطرت پر اسے زبردست قدرت حاصل ہوگی' وہ آسمان کو حکم دے گا اور وہ بارش برسائے گا' زمین کو حکم دے گا تو وہ نباتات اگائے گی۔ ایک ہے اللہ کا بارشوں اور زراعت کا فطری نظام۔ لیکن آج کے دور میں سائنسی ترقی یہاں تک پہنچی ہے کہ بادلوں پر سپرے کرکے بارش برسائی جاسکتی ہے' جبکہ مصنوعی ماحول پیدا کرکے صحرا میں بے موسمی فصلیں اور سبزہ اگایا جارہا ہے۔ اسی طریقے سے دجال معدنی ذخائر کو بھی دریافت کر لے گا۔ آج جیالوجی کے علم نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ ایک ایک انچ کے بارے میں ماہرین ارضیات بتاسکتے ہیں کہ یہاں کون کون سی معدنیات اور ذخائر موجود ہیں۔ احادیث کی رُو سے ان پر اُسے کنٹرول حاصل ہوگا۔ بہر حال یہ تو وہ معاملات ہیں جنہیں دورِ صحابہؓ میں دجال کے معجزات یا شعبدہ بازیاں سمجھا جاتا تھا' لیکن آج سائنسی ترقی نے ان معاملات کی حقیقت کو کھول کر رکھ دیا ہے۔ سائنسی ترقی کے بارے میں یہ حقیقت پیش نظر رہے کہ قوانین فطرت کو انسان نے ایجاد نہیں کیا' یعنی اسے مظاہر فطرت پر کنٹرول حاصل نہیں ہوگیا ہے' بلکہ انہیں دریافت کیا ہے۔ بس سائنسی ترقی یہیں تک ہے۔

اس کے علاوہ احادیث میں ہے کہ دجال کی پیشانی پر ''ک ف ر'' یعنی کفر لکھا ہوگا' ہر صاحب ایمان شخص اس کو پڑھ لے گا خواہ وہ پڑھنا لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب یہ دور آئے گا اور ان صفات پر مشتمل جو تہذیب ہوگی اس پر کفر کی اتنی واضح چھاپ ہوگی کہ ہر صاحب ایمان جان لے گا کہ یہ ملحدانہ تہذیب ہے اور اللہ سے نفرت اس کی جڑوں میں رچی بسی ہے۔ ان شعبدہ بازیوں کے ساتھ یہ شے ہوگی جو اسے فتنہ بنا دے گی۔ اب ان چیزوں کا موجودہ تہذیب سے موازنہ کر لیجئے' معلوم ہوگا کہ یہ تہذیب اللہ کی حاکمیت کے مقابلے میں طاغوت بن کر کھڑی ہے۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ ہم نہیں جانتے اللہ کا کیا حکم ہے' نظام ہمارا چلے گا' نیو ورلڈ آرڈر ہمارا ہوگا' ہم جس چیز کو چاہے حرام کریں' جسے چاہے حلال کریں' ہمیں کسی آسمانی رہنمائی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ چیز ہر مومن پہچانتا ہے چاہے وہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ کہ اس تہذیب پر کفر کی چھاپ ہے۔

دجال کے بارے میں ایک اور حدیث میں ہے:

''جب دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ ٹھنڈا پانی بھی ہوگا اور آگ بھی' جس چیز کو لوگ آگ سمجھیں گے' اصل میں ٹھنڈا پانی وہ ہوگا اور لوگ جس چیز کو نگاہوں سے دیکھ کر سمجھیں گے کہ ٹھنڈا پانی ہے' وہ درحقیقت آگ ہوگی۔''

یہ ہے دجل' جس کا مطلب ہے فریب' دھوکا۔ دجالی تہذیب کیا ہے؟ دھوکا ہے' فریب ہے۔ اس تہذیب کا فریب یہ ہے کہ انسان کی نگاہیں ظواہر میں اُلجھ کر رہ جائیں گی' ان سے پیچھے وہ اصل حقیقت تک نہیں پہنچ پائے گا۔ یعنی ظاہری چیزیں اس کی نگاہیں اس طرح خیرہ کر دیں گی کہ اسباب سے آگے بڑھ کر مسبب الاسباب تک نظر پہنچنا دشوار بنا دیا جائے گا۔ اس دور میں جو چیز ظاہراً رحمت نظر آئے گی وہ اصلاً عذاب ہوگا' اور جو بظاہر عذاب ہوگا اس میں حقیقی آسانی ہوگی۔ اسی معنی میں یہ دجل ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ''دنیا کی زندگی دھوکے کا سامان ہی تو ہے''۔

یہ ظاہری اسباب کا سلسلہ انسان کو دھوکے میں مبتلا کر دیتا ہے۔ مثلاً آج کا انسان سمجھتا ہے کہ پیسے سے میرے مسائل حل ہوسکتے ہیں' پیسے سے ہر چیز خریدی جاسکتی ہے۔ لہٰذا اللہ پر بھروسے کے بجائے اکثریت کا بھروسہ پیسے پر ہے۔ اقبال نے تو کہا تھا ع ''مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی''۔ لیکن آج کے سپاہی کہہ رہے ہیں کہ یہ اقبال کی رومانویت ہوگی جو اس نے یہ کہہ دیا' ہم تو زمینی حقائق دیکھیں گے' اللہ' رسولؐ اور دین کچھ کہتا رہے' ہم تو زمینی حقائق دیکھ کر فیصلہ کریں گے۔ دنیا کے اسباب آڑ بن جاتے ہیں اور مسبب الاسباب نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے' یہ دھوکا ہے جس میں انسان مبتلا ہو جاتا ہے۔ تمام رسول اور تمام آسمانی کتب یہی بتاتی ہیں کہ دنیا کی زندگی عارضی ہے' یہ دنیا دارالامتحان ہے' اصل زندگی یہ نہیں ہے' بلکہ اصل

⇦

زندگی موت کے بعد ہے' کامیابی یا ناکامی کا فیصلہ وہاں ہونا ہے' یہاں جو سختی آ رہی ہے یا فراوانی ہے یہ سب آزمائش کی صورتیں ہیں۔ یہ ساری باتیں ہم سنتے ہیں' لیکن عملاً اسباب و وسائل کے چکر میں پھنس کر دنیا کے پجاری بن جاتے ہیں۔ یہ دنیا کا دجل یعنی دھوکہ ہے' جو دجالی فتنے کے ظہور کے وقت اپنے کلائمیکس پر ہوگا۔

دجالی فتنے کے جو بھی خدوخال ہیں' یعنی جہاں تک ان شعبدہ بازیوں کا تعلق ہے' وہ سب سائنسی ترقی کا کمال ہیں۔ یہ تہذیب تو دین دشمن' خدا دشمن تہذیب ہے' لیکن سائنسی ترقی اور کمالات فی نفسہٖ کفر نہیں۔ قرآن مجید تو خود دعوت دیتا ہے کہ کائنات میں غور و فکر کیا جائے۔ دنیا آج سائنسی علوم میں جہاں تک پہنچی ہے' اس سفر کی ابتدا کرنے والے درحقیقت مسلمان ہیں۔ اس وقت کوئی مسلمان یہ نہیں سمجھتا تھا کہ سائنس' قرآن اور دین میں کوئی فرق و تفاوت ہو سکتا ہے۔ چونکہ قرآن مجید اللہ کا کلام اور یہ کائنات اللہ کا فعل ہے' لہٰذا ان دونوں میں تضاد ممکن ہی نہیں۔

آج کے انسان کی مذہب سے دوری کا سبب ابنیت مسیح کے بے سروپا عقیدے پر مشتمل پاپائیت کا وہ نظام ہے جسے مذہب کے نام پر یورپ میں مسلط رکھا گیا۔ لیکن اہل یورپ نے جب سپین کی اسلامی یونیورسٹیوں سے علم حاصل کیا تو انہوں نے نام نہاد پاپائیت کے خلاف بغاوت کر دی۔ تاہم اس کے بعد وہاں جو تہذیب پروان چڑھی اس کے رگ و ریشے میں مذہب سے دشمنی اور نفرت رچ بس گئی۔ گویا وہ یک چشمی تہذیب ہے جس نے اللہ اور مذہب کی طرف سے ایک آنکھ بند کر رکھی ہے۔ آسمانی رہنمائی سے اعراض ہی کا نتیجہ ہے کہ آج انسانی سوچ زمینی حقائق اور دنیا کے اسباب میں الجھ کر رہ گئی ہے اور مسبب الاسباب اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے۔ یہی دجالیت ہے۔ چنانچہ آج ہمارا امتحان یہ ہے کہ کون مادی وسائل پر بھروسہ کرتا ہے اور کس کا توکل و بھروسہ اللہ کی ذات پر ہے۔ احادیث نبویہؐ کی رو سے قیامت سے قبل حق و باطل کا ایک بہت بڑا معرکہ ہوگا جس کے آغاز میں اگرچہ اہل حق کو بہت نقصان اٹھانا پڑے گا لیکن بالآخر فتح ان اہل ایمان ہی کو حاصل ہوگی جو اللہ پر توکل و بھروسہ رکھتے ہیں اور انہیں اس کے فاعل حقیقی ہونے کا یقین ہے۔

قارئین نوٹ فرما لیں

شمارہ نمبر 7 میں ''کتاب نما'' کے عنوان کے تحت جو مضمون شائع کیا گیا تھا اس میں ایڈریس غلطی سے پرانا طبع ہو گیا تھا جس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں نیا پتہ درج ذیل ہے:

ابلاغ فاؤنڈیشن سرحدی میڈ ہسپتال 1- ظفر علی روڈ لاہور

پریس ریلیز

امریکہ اپنے مقاصد حاصل کر کے صدر مشرف سے بھی چھٹکارا حاصل کر لے گا

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے خطابِ جمعہ کا پریس ریلیز

امریکہ اس وقت دجال کا نائب بن چکا ہے چنانچہ وہ احادیث میں بتائی گئی دجال کی نشانیوں کے مطابق پوری دنیا پر اپنی حکمرانی قائم کرنے کے لئے فرمانبرداروں پر انعام واکرام کی بارش کر رہا ہے جبکہ اپنی خدائی تسلیم نہ کرنے والوں پر آگ و آہن برسا رہا ہے۔ یہ بات بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت دنیا کی قوموں کا امریکہ کی طرف یہ حال ہو گیا ہے کہ انہیں امریکہ کے سوا کوئی ملجا و ماویٰ دکھائی نہیں دیتا۔ لیبیا اور ایران نے جس طرح اس کے سامنے گھٹنے ٹیکے ہیں اور جیسے شمالی کوریا مالی معاونت اور حفاظت کی یقین دہانی پر اپنے ایٹمی پروگرام سے دستبرداری پر آمادہ ہو گیا ہے' اب اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کو بھی رول بیک پر مجبور کیا جائے گا۔ اگرچہ صدر مشرف ابھی تک یہ راگ الاپ رہے ہیں کہ ہم اپنے ایٹمی پروگرام پر کسی دباؤ کو قبول نہیں کریں گے اور انہوں نے واقعتاً ابھی تک شدید دباؤ کے باوجود امریکی افواج کو پاکستانی سرحدوں کے اندر کارروائی کرنے کی اجازت نہیں دی لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امریکہ ان کی مرضی کے خلاف پاکستان میں ازخود کارروائی کا آغاز کر دے گا۔ انہوں نے کہا کہ بعض شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ صدر بش اور صدر مشرف کا ہنی مون ختم ہو گیا ہے۔ اور عین ممکن ہے کہ امریکہ یہاں سیاسی فضا میں تیزی پیدا کر کے صدر مشرف کو ہٹوا دے اور بے نظیر کی واپسی کی راہ ہموار کی جائے کیونکہ بے نظیر نے ثابت کیا ہے کہ وہ امریکی پالیسیوں کی صدر مشرف سے بڑھ کر حامی ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ نائن الیون کے بعد حق کا ساتھ نہ دینے کا ہی نتیجہ ہے کہ ہم نے جن چیزوں کو بچانے کی خاطر یہ سب کچھ کیا تھا اب آہستہ آہستہ وہ ہمارے ہاتھ سے نکل رہی ہیں۔ کشمیر پالیسی پر یوٹرن لینے پر ہم مجبور ہو چکے ہیں جبکہ ایٹمی سائنس دانوں کی تذلیل سے ہم نے دنیا میں ایٹمی پھیلاؤ کے جرم کا اعتراف بھی کر لیا ہے۔ گویا ہم نے خود امریکہ کو ایٹمی اثاثوں پر قبضہ کرنے کے لئے گراؤنڈ فراہم کر دی ہے۔ بانی تنظیم اسلامی نے کہا کہ بھارت کی طرف سے جو ہماری محبت کے راگ آ رہے ہیں وہ بحالات موجودہ پاکستان کے لئے زہر ہلاہل ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ان حالات میں بچت کی ایک ہی صورت ہے کہ پوری کائنات کے الٰہ کی نصرت و تائید حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ جس کے لئے لازم ہے کہ حکومتی سطح پر توبہ کے طور پر ملک میں اللہ کا قانون نافذ کیا جائے۔ اس کا نقطۂ آغاز یہ ہے کہ دستور پاکستان میں اسلامی دفعات کی راہ میں رکاوٹ کے طور پر موجود چور دروازوں کو بند کیا جائے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں قانون سازی کا آغاز کر دیا جائے۔ جبکہ عوامی سطح پر توبہ یہ ہے کہ عوام حرام سے اجتناب اور فرائض کا اہتمام کرتے ہوئے ہر طرح کی معاشی پابندیوں کو برداشت کرنے اور جانیں دینے کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ اگر ہم نے یہ کر لیا تو اللہ کی مدد ضرور ہمارے شامل حال ہو جائے گی اور اگر اللہ ہماری مدد کرے تو پھر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔

قرآن آڈیٹوریم' نیوگارڈن ٹاؤن لاہور میں ہر اتوار کو

محترم ڈاکٹر اسرار احمد

''مطالعہ قرآن حکیم کے منتخب نصاب'' کا جو درس دے رہے ہیں

اب ویڈیو سی ڈی (VCD) کی صورت میں دستیاب ہے

- اب تک 46 ویڈیو سی ڈیز تیار ہو چکی ہیں۔
- قیمت فی سی ڈی: 40 روپے
- تمام سی ڈیز کا سیٹ دیدہ زیب سی ڈی کیس میں بھی دستیاب ہے۔

ملنے کا پتہ: **مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن**

36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 03-5869501

بھارتی سیاست کے حالاتِ حاضرہ

سید شہاب الدین

محترم سید شہاب الدین ''آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت'' کے صدر' سپریم کورٹ آف انڈیا کے ایڈووکیٹ' پارلیمنٹ کے سابق رکن اور جریدہ ''مسلم انڈیا'' کے مدیر ہیں۔ بھارت کے موجودہ سیاسی حالات پر اُن کا یہ تجزیہ پندرہ روزہ ''ترجمان'' دہلی میں شائع ہوا ہے' جو یہاں مصنف و مدیر دونوں کے شکریے کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

✿ واجپائی کی حکمرانی میں ہندوستان آگے کی طرف بڑھا ہے یا پیچھے کی طرف ہٹا ہے۔ اس فیصلہ کا انحصار آپ کی پسند پر ہے۔ بہرحال تنوع اور رنگارنگی سے یک رنگی کی طرف' سیکولرزم سے ہندتو کی طرف' گاندھی سے گوڈسے کی طرف' نہرو سے ساورکر کی طرف' ناوابستگی سے امریکہ کے ساتھ وابستگی کی طرف بڑھا ہے۔

آر ایس ایس پالیسی ساز منیجر اور آپریٹر

واجپائی اور ایڈوانی کے ایک دوسرے کے حریف ہونے کی بار بار کی خبروں کے باوجود ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ واجپائی ایڈوانی اور جوشی اپنے ہدف کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ سب سوئم سیوک ہیں جنہیں سنگھ پریوار نے پیدا کیا ہے۔ اس نے ان کی پرورش کی ہے اور اس نے انہیں اقتدار کی کرسی پر بٹھایا ہے۔ اس لئے وہ سب خواہ کچھ بھی کہیں بہرحال اپنی ماں ''راشٹر سوئم سیوک سنگھ'' کے فرماں بردار ہیں۔ موجودہ سرو سر سنگھ چالک سدرشن آج ملک میں اہم ترین شخصیت ہیں۔ انہیں آئین سے بالاتر اختیارات حاصل ہیں۔ وہ ان لوگوں کو کنٹرول کرتے ہیں جو اقتدار کے کل پرزوں کو چلاتے ہیں اور ان کا انتظام کرتے ہیں۔ آر ایس ایس کا حکم ان تینوں کے واسطہ سے یا وزارتوں اور محکموں کے واسطہ سے ان بے شمار بورڈوں' کونسلوں' کارپوریشنوں اور سوسائٹیوں پر چلتا ہے جنہیں یہ کنٹرول کرتے ہیں۔ جن کے سربراہ سوئم سیوک ہیں۔ یہ حکم دوسرے وزیروں کے واسطہ سے بھی چلتا ہے جن کے سربراہوں کا تعلق آر ایس ایس سے نہیں ہے لیکن وہ لوگ بھی اس لائن میں لگے ہوئے ہیں کیونکہ وہ اقتدار میں برقرار رہنا چاہتے ہیں۔ آج سینکڑوں تنظیمیں آر ایس ایس سے وابستہ ہیں کیونکہ سنگھ پریوار سے ہمدردی رکھنے والی غیر سرکاری (رضاکار) تنظیمیں امداد و اعانت یا ٹھیکوں کی شکل میں سرکاری انتظامات کے پرائیویٹ زمرہ میں دیئے جانے سے زبردست استفادہ کر رہی ہیں۔ سدرشن کے پاس دہلی میں ایک زبردست رابطہ ٹیم ہے جو مرکزی حکومت کو ہر قدم پر گائیڈ کرتی ہے اور اسے ''صحیح سمت'' میں گامزن رکھتی ہے۔ وزیراعظم' نائب وزیراعظم اور دوسرے وزراء آر ایس ایس کی پکار پر کان لگائے رکھتے ہیں۔ ہندوستانی جمہوریت تیزی کے ساتھ ''آر ایس ایس کی حکومت' آر ایس ایس کے ذریعہ' آر ایس ایس کے لئے'' میں بدل رہی ہے۔

آہستہ روی۔ آر ایس ایس کی بنیاد حکمت عملی

لیکن ہمیں یہ بات سمجھ لینی چاہئے آج جبکہ حقیقت بدل چکی ہے اس کی اصل شکل برقرار ہے۔ ڈھانچہ ساز اور ڈھانچہ اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ جبکہ اندرونی ڈیزائن اور ڈیکوریشن بدل چکے ہیں۔ کل کو آر ایس ایس ہندوستانی آئین کی جگہ اس ہندو آئین کو نافذ کرنے کے لئے خود کو کافی بولڈ محسوس کر سکتی ہے جس کا ڈرافٹ پہلے ہی نشر کیا جا چکا ہے۔ وہ وقت آنے والا ہے لیکن آر ایس ایس کا مقصد اور ہدف (ہندو راج' تیزی کے ساتھ فراست کے ساتھ' بددلی اور ابتری پھیلا کر' ختم کر کے یا جذب کر کے حاصل کیا جا رہا ہے) وہ وہ برہمنی ذہنیت ہے جس نے بدھ مت کو اپنے میں شامل کر کے ہلاک کر دیا اور جو اب نہ صرف دوسرے ہندوستانی دھرموں' قبائیلوں کے پنتھوں اور نچلی ذاتوں کے مسلکوں نیز منظم دھرموں' جین مت وسکھ مت وغیرہ کو اپنے میں سمو لینے میں مصروف ہے بلکہ اس کے اصل ہدف غیر ملکی مذاہب خاص طور سے اسلام اور عیسائیت ہیں۔

آر ایس ایس کو نہ کوئی جلدی ہے اور نہ ہی یہ اقتدار کا بھوکا گروپ ہے۔ اس کی ایک آئیڈیالوجی' ایک مشن ہے اور کام کرنے کا اپنا طریقہ ہے جس کے تحت وہ اس وقت آہستہ آہستہ چلتا ہے اور رینگتا ہے جب تیز چلنا اچھا نہیں ہوتا اور جب حالات کو سازگار پاتا ہے تو دوڑنے لگتا ہے۔ پریوار کے دوسرے ممبروں کے ساتھ اس نے انسانی وسائل و ذرائع کا انبار لگا لیا ہے۔ علم کا خزانہ جمع کر لیا ہے۔ اس کے تجربہ اور مہارت کا ہندوستان میں کوئی دوسری انقلابی یا سیاسی جماعت ہم پلہ نہیں ہے۔ یہ کئی سروں میں بولتا ہے اس کی کٹھ پتلیاں کئی رول ادا کرتی ہیں۔ وہ مصنوعی لڑائی میں مصروف رہتے ہیں یہاں تک کہ دکھاوٹی جوتم پیزار بھی کر لیتے ہیں۔ لیکن ان کٹھ پتلیوں کو نچانے والا بدلتے مناظر پر نگاہ رکھتا ہے۔ آوازوں کی ہم آہنگی بسا اوقات بے سری نظر آ سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے ڈرامہ عام تماشائی کو پسند نہ آئے لیکن نقادوں کو جاننا چاہئے کہ ہر لفظ' ہر حرکت' ہر اشارہ' ہر غلطی' ہر باہم متضاد عمل' ہر کردار' ہر قدم کی واپسی کا اپنا مقصد ہوتا ہے اور اسے مکمل کہانی کو پیش کرنے اور تیز رفتاری سے بدلنے والے مناظر و حالات کو سمجھنے اور ہر وقت ایسی تصحیح کر لینے کی کافی سمجھ ہونی چاہئے۔ جس کے ذریعہ ہدف حاصل کیا جا سکتا ہے۔ کہا جاتا تھا کہ ''تمام راہیں روم کو جاتی ہیں'' ہندوستان میں تمام راہیں ''ہندو راشٹر'' کو جاتی نظر آتی ہیں۔

مشن 2004ء اصل آزمائش

اگلا جنرل الیکشن جو اکتوبر **2004**ء میں ہونا ہے ہندوستانی عوام کی عقل مندی اور سیاسی بالغ نظری کا اصل امتحان ہوگا۔ آر ایس ایس کا سیاسی محاذ' بی جے پی اس حقیقت کو سمجھ چکی ہے کہ ابھی وہ تن تنہا اپنے بل بوتے پر میدان میں اترنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ اس لئے وہ ابھی اپنے اصل اہداف اور اصل ایجنڈے کو باضابطہ طور پر لوگوں کے سامنے نہیں رکھے گی۔ اس کے ساتھ ہی وہ اپنے منصوبہ کو ترک بھی نہیں کرے گی۔ وہ ایک مکھوٹہ استعمال کرے گی۔ اپنے پیچھے چلنے والے لوگوں اور غیر پابند ووٹروں کو فریب میں مبتلا کرنے کے لئے امن و یکجہتی اور سماجی انصاف کی باتیں کرے گی۔ اس کا اعلانیہ نقصان اٹھانے والے محروموں اور ان لوگوں کے کانوں کو بڑا رسیلا معلوم ہوگا جو اس کا ساتھ دینے سے یا خطرہ مول لینے سے انکار کرتے ہیں یا جھجکتے ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہی اپنے الیکشن اور ایجی ٹیشن کے پروگرام کے ذریعہ' اپنی یاتراؤں اور ریلیوں کے واسطہ سے' مودیوں اور توگڑیاؤں کے ذریعہ وہ اپنے پابند ووٹروں کی وفاداری کو برقرار رکھے گی نیز اولین ہندو جذبات کو اپیل کرے گی اور جب جہاں ضرورت سمجھے گی خون خرابہ کی حد تک بھی انہیں مشتعل کرے گی۔

بی جے پی کی انتخابی حکمت عملی ان علاقائی سیکولر پارٹیوں کو فریب میں مبتلا کرنے کے لئے تیار کی گئی ہے ⇦

جنہیں کانگریس کی لیڈر شپ کے تحت ایک قومی نیشنل سیکولر اتحاد میں اپنا کوئی مستقبل نظر نہیں آ تا۔ یہ حکمت عملی ان سیکولر ووٹروں کو بھی فریب میں مبتلا رکھنے کے لئے تیار کی ہے جو گجرات میں شرمناک' گھناؤنے اور وحشیانہ و بہیمانہ قتل عام کے بعد بھی 70 فیصد رہے ہیں۔

اس کی انتخابی حکمت عملی بہت منصوبہ بند ہے۔ یہ ان مقاصد پر مشتمل ہے جو ہندو عوام کو یہ باور کراتا ہے کہ سنگھ پریوار اندرونی اور بیرونی طور پر جو کچھ کر رہا ہے وہ ہندوستان کو واضح طور پر ہندوؤں کا ایسا وطن بنانے کے لئے ہے جہاں وہ اپنی مرضی کے مطابق حکمرانی کر سکیں اور ان کی مرضی ہر لحاظ سے چل سکے۔

بی جے پی کتنی ہی جمہوری ہونے کا شور مچائے طرز انتخاب اور سیاسی قوت کے درمیان بڑھتے فاصلوں کو کم کرنے کے لئے ''تناسبی نظام'' کو کبھی تسلیم نہیں کر سکتی۔ وہ موجودہ نظام کو بھی اس وقت تک ہی قبول کرے گی جب تک سنگھ پریوار 50 فیصد لوگوں کو اپنے طرز فکر کا حامی نہ بنا لے۔

قومی جمہوری اتحاد (این ڈی اے) میں شامل پارٹیوں کی نظریاتی سوچ کو دیکھتے ہوئے اور انہیں سیاسی طور پر بے ہمت اور غیر مستقل مزاج پاتے ہوئے بی جے پی نے ایک بار پھر ''اتحادی دھرم'' کی توثیق کر دی ہے لیکن اس نے اپنے تمام سابقہ عزائم کا بھی پھر سے احیاء کر دیا ہے۔

پرانے عزائم' ذبیحہ گائے پر پابندی لگاؤ' گئو ونش کی حفاظت کرو:

وردھا کمیشن کی رپورٹ اور مرکزی قانون کی تجویز' زبردست پبلک ذرائع کو بوڑھی گایوں اور گئو ونش کی ناکارہ نسل کی ان کی فطری موت تک دیکھ بھال پر صرف کرنے کی تجاویز کے ساتھ ذبیحہ گائے کا مسئلہ ایک بار پھر سامنے آ چکا ہے۔ اس طرح حکومت بحیثیت ایک فرقہ ہندوؤں کے دھارمک عزائم کے دفاع میں ایک رول ادا کرے گی اور ایک ایسے ملک میں گایوں کے کھلانے' پالنے اور دیکھ بھال پر سرمایہ صرف کرے گی جہاں 40 فیصد آبادی غریبی کی سطح سے نیچے زندگی گزار رہی ہے اور روزانہ رات کو خالی پیٹ اپنے چھپروں اور جھگیوں میں سوتی ہے جہاں ہزاروں لوگ فاقہ کشی اور خراب غذا کی سبب مر جاتے ہیں۔

بابری مسجد کی جگہ رام مندر

گزشتہ چار برسوں کے دوران اس نے اپنے قول و فعل سے رام جنم بھومی مندر تحریک کو مرنے نہیں دیا ہے اور اپنے کارسیوکوں کی امیدوں کو برقرار رکھا ہے۔ اب ایک بہت ہی منصوبہ بند طریقہ سے حکمت عملی تیار کی گئی ہے کہ اسے پھر سے مرکزی حیثیت دے دی جائے۔ واجپائی حکومت نے پوری طرح اور بھرپور طریقہ سے خود کو سپریم کورٹ اور اجودھیا سے متعلق انکوائری کمیشن میں وشواہندو پریشد کے شانہ بشانہ کھڑا کر دیا ہے۔ یہ الہ آباد ہائی کورٹ کی اس خصوصی بنچ پر دباؤ ڈال رہی ہے بلکہ واقعہ تو یہ ہے کہ اسے بلیک میل کر رہی ہے جو بابری مسجد کی جگہ ملکیت کے فیصلہ کے لئے کام کر رہی ہے۔ پریوار بار بار اعلان کر رہا ہے کہ عدالت کا جو فیصلہ ہندو دعوے کے خلاف جائے گا قبول نہیں کیا جائے گا۔ یہ عدلیہ کو چیلنج کر رہا ہے کہ فیصلہ کچھ بھی ہو رام مندر کی جگہ میں بابری مسجد کی جگہ شامل رہے گی اور اس کے قریب مسجد نہیں بنانے دی جائے گی۔ یہ مسلمانوں کو جھانسہ دے رہا ہے اور انہیں پھسلا رہا ہے کہ وہ اپنے قانونی حقوق اور عدالتی عمل کو فراموش کر دیں اور بخوشی اکثریت کی ڈکٹیٹر شپ کے سامنے خود سپردگی کر دیں ورنہ..... حکومت اس بار کے بھی اشارے دے رہی ہے کہ وہ مسلمانوں سے بات چیت کر رہی ہے لیکن گفتگو کاروں کی شناخت کو ظاہر نہیں کر رہی ہے اس طرح وہ ایسا خود سپردگی نامہ حاصل کرنے کے لئے زمین تیار کر رہی ہے جس پر کچھ غیر معروف لوگوں کے دستخط ہوں گے کہ اس کی بنیاد پر وشواہندو پریشد کو اور اس کے رام جنم بھومی نیاس کو جنرل الیکشن سے عین قبل تعمیر کے لئے ہری جھنڈی دکھا دے۔ اس نے کانچی کے شنکراچاریہ اور مختلف قسم کے سنتوں اور مہنتوں کو بھی مسلمانوں کو ڈرانے دھمکانے اور اپنے موقف سے ہٹانے کے لئے میدان میں اتارا ہے۔ اس نے سپریم کورٹ کے 1994ء کے فیصلہ اور اس کی تازہ ترین رولنگ کو جو اجودھیا میں ایکوائر شدہ اصل زمین کو رام مندر کی تعمیر کے لئے وشواہندو پریشد کو الاٹ کرنے کے خلاف ہے قانون سازی کے ذریعہ کالعدم قرار دینے کی بھی دھمکی دی ہے۔ عدالتی نظام کی جڑیں کھوکھلی کرنے کی اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود حکومت نے کبھی بھی وشواہندو پریشد سے کسی بات کی پابند رہنے کا ریکارڈ کے لئے بھی وعدہ نہیں لیا ہے کہ وہ قطعی عدالتی فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کا پابند قرار دیا ہے خواہ فیصلہ کچھ بھی ہو جیسا کہ آئین کا تقاضا ہے۔ دریں اثناء ونے کٹیار کو جو مندر تحریک سے طویل عرصہ سے وابستہ ہیں جنہوں نے وشواہندو پریشد / آر ایس ایس کے جنگجو باز بجرنگ دل کی بنیاد رکھی تھی' بی جے پی کا ریاستی صدر بنا دیا گیا ہے جو اب ریاست بھر میں ہندتو کے مشن 30 ہزار مسجدوں پر دعویٰ اور پانچ ہزار کی کھدائی کا پروپیگنڈہ کرتے پھر رہے ہیں۔ یہی حال دوسری ہیروئن اوما بھارتی کا مدھیہ پردیش میں ہے اور وشواہندو پریشد کی ایک ممتاز شخصیت کو وزیر مملکت برائے امور داخلہ کی شکل میں وزارتی کونسل میں شامل کر لیا گیا ہے۔ وسط اکتوبر میں اجودھیا میں وشواہندو پریشد کے خلاف شو نے اس کے جذبات کو ٹھنڈا نہیں کیا ہے۔ رامائن کی کہانی کے پیچ وخم کے مطابق وشواہندو پریشد اجودھیا پر جنوب کے اپنے حامیوں کے ساتھ حملہ کا منصوبہ بنا رہی ہے۔

تعلیم کا بھگوا کرن

سنگھ پریوار نے تعلیم کے بھگوا کرن کا کریڈٹ لے لیا ہے جس کے تحت ہندو اقدار پر مبنی ایک نیا اسکولی نصاب شامل کیا ہے۔ سنسکرت کو پرائمری کی سطح پر متعارف کرایا ہے۔ تاریخی نصابی کتابوں کو از سر نو لکھایا ہے اور یونیورسٹی سطح تک تعلیم کا بھگوا کرن کے اپنے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے عوامی دھرم آدیش حاصل کرے گی۔

اسلام کو بدنام و رسوا کرنا' مسلمانوں کے حوصلے پست کرنا:

سنگھ پریوار اس معاملہ میں بہت چوکس ہے کہ اگر کسی ایک میدان میں ناکام ہو جائے تو اپنے طریقہ کار کی اصلاح کر لے یا اس کے مقابلہ میں دوسرا راستہ اختیار کر لے۔ گجرات کی نسل کشی نے اسے اندرون و بیرون ملک زبردست رسوائی سے ہمکنار کیا ہے۔ تاہم وہ معاشرہ کو ایک پالے پر لانے اور ہندو ووٹ حاصل کرنے کے لئے جنرل الیکشن کے قریب فرقہ وارانہ تشدد بھڑکانے سے احتراز نہیں کرے گا۔ لیکن بی جے پی کی حکمرانی والی ریاستوں میں بڑے پیمانہ کا قتل عام خارج از امکان ہے۔ مگر مسلمانوں کو ایک طرف مسجدوں پر اور دوسری طرف مدرسوں پر حملوں' قبرستانوں پر قبضہ یا مسلمانوں اور عیسائیوں کو سروے کے ذریعہ پریشان رکھا جائے گا۔ یہ سب کچھ ہندو ذہنوں میں شکوک وشبہات' اندیشوں اور نفرت کے بیجوں کی تخم ریزی کی غرض سے کیا جائے گا تاکہ مسلمانوں کی وفاداری کے سلسلہ میں شکوک وشبہات پیدا کئے جائیں اور ان کی شناخت تشدد اور دہشت گردی سے عام کر دی جائے۔

مسجدوں پر قبضہ:

مدھیہ پردیش کے دھار میں کمال مولا مسجد کو عارضی مندر ''ہفتہ میں ایک بار'' بدلنے کا عمل اسے مستقل مندر میں بدلنے کا پیش خیمہ ہے۔ جون 2003ء میں دو مرکزی وزیروں نے وہاں قانون کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہوئے پوجا کی' ان میں سے ایک وزیر مملکت ہیں جو محکمہ آثار قدیمہ کے انچارج ہیں۔ وزیر مذکور نے اعلان کیا کہ یہ یادگار کبھی بھی مسجد نہیں رہی اور یہ ایک مندر ہے۔ اب مدھیہ پردیش میں ''انتخابی مہم'' کانگریس حکومت کی کارکردگی یا ریاست کی ترقی کی بنیاد پر نہیں چلائی جائے گی بلکہ 600 سال پرانی مسجد پر بالکل بے بنیاد دعوے کے سہارے ہندوؤں کے جذبات کو بھڑکا کر چلائی جائے گی۔

مسلمانوں کو ترشول کے ذریعہ دہشت زدہ کرنا:

ملک بھر میں وشواہندو پریشد ترشول تقسیم کر رہی ہے جس کا ڈیزائن تیز دھار والے چھ بلیڈوں سے بنایا گیا ہے' یہ اپنے دفاع کے لئے ہے اور بجرنگ دل اور اس کا عورتوں کا بازو درگا واہنی نوجوانوں کے لئے ہتھیاروں کی ٹریننگ کے کیمپ چلا رہے ہیں۔ اس سے حقیقت میں ہندتو کے گہوارہ آر

ایس ایس کی روزانہ کی شاکھاؤں کی تعداد میں ملک بھر میں زبردست اضافہ ہوگیا ہے۔ یہ شاکھائیں پابندی کے ساتھ پبلک مقامات پر حتی کہ بائیں بازو اور کانگریس کی حکمرانی والی ریاستوں میں بھی لگائی جارہی ہیں۔

اسلامی اور عیسائی مذہبی کتب پر نظر ثانی

آر ایس ایس نے ایک اور محاذ کھول دیا ہے۔ وہ اب مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں کو مشورہ دے رہی ہے کہ وہ اپنی مذہبی کتابوں پر نظر ثانی کریں، اپنے عقیدہ کی پھر سے تعریف کریں اور عوامی سطح پر ارتداد سے لاتعلقی کا اظہار کریں۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب مشفقانہ انداز میں یہ مشورہ نہ دہرایا جاتا ہو۔ آر ایس ایس جانتا ہے کہ بہرحال ہندوستانی مسلمانوں کا نہ خاتمہ کیا جاسکتا ہے نہ ہی انہیں سمندر میں یا سرحد کے اس پار دھکیلا جاسکتا ہے۔ اس کا مقصد ان کے حوصلے کو توڑنا ہے جس کے تحت انہیں دہشت زدہ کرنا، اقتصادی اور سماجی طور پر سہولتوں سے محروم کرنا، تنگ و تاریک اور گندی بستیوں میں مقید کرنا، سرکاری ملازمتوں میں نمائندگی نہ دینا اور انتظامی طور پر ہراساں اور ذلیل کرنا شامل ہیں۔ ہندوستان کے مختلف حصوں میں قبضہ و تسلط کے تحت مختلف طبقات کو پہلے ہی الگ تھلگ ڈالا جاچکا ہے۔ اسلام پر روزانہ کے حملے، قرآن کریم کی غلط تشریح، پیغمبر اسلام کی توہین واجپائی حکومت میں روزمرہ کا معمول ہے۔

مسلم آبادی میں اضافہ کو روکو:

آر ایس ایس مستقل طور پر مسلم آبادی میں اضافہ کے حوالے سے شور مچاتا رہتا ہے جس کے لئے وہ کثرت ازدواج، بنگلہ دیش سے دراندازی اور قبول اسلام کے واقعات کو ذمہ دار قرار دیتا ہے۔ ان تمام الزامات کی کوئی سائنٹیفک بنیاد نہیں ہے، نہ ہی کوئی سائنٹیفک تحقیق ہورہی ہے۔ یقینی طور پر ہندوؤں اور مسلمانوں کی شرح آبادی میں معمولی سے اضافہ کو ہندوؤں کے ذہنوں میں ان اندیشوں کو ٹھونسنے کے لئے انصاف پر مبنی بنیاد قرار نہیں دیا سکتا کہ وہ خود اپنے ملک میں جلد ہی اقلیت میں آجائیں گے لیکن یہ حکمت عملی پرزور انداز میں مسلم مخالف جذبات کو برقرار رکھنے میں مددگار ہوتی ہے، جو سنگھ پریوار اور اس کے ہم نواؤں کو موقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ یکساں سول کوڈ کے سوال کو آگے بڑھائیں، تمام بنگالی بولنے والے مسلمانوں کو آسام اور شمال مشرقی ریاستوں سے جلاوطن نہیں تو کم از کم حق رائے دہی سے محروم کرنے کے لئے IMDT Act 1983ء کو منسوخ کروائیں اور سب سے بڑھ کر ''آزادی مذہب'' کی حفاظت کے لئے تبدیلی مذہب مخالف قوانین نافذ کرنے پر زور لگائیں۔ یہ قوانین دورخے پن کی غیر معمولی مثال ہیں۔ کیونکہ ان کے مطابق مسلمانوں اور عیسائیوں کا مذہب بدل کر ہندوازم اپنانا تبدیلی مذہب نہیں ہے۔ یہ گھر واپسی ہے۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ اگر عیسائی آبادی گھٹ رہی ہے اور تبدیلی مذہب ہندوازم کے لئے مثبت چیز ہوتی ہے اور اگر مسلمانوں میں تعداد ازدواج ہندوؤں کے تعداد ازدواج سے کم ہو۔ یہ بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ ہندو سول کوڈ کے اندر بھی طرح طرح کے مستثنیات کی وجہ سے یکسانیت نہیں ہے اور یہ کہ کسی نے بھی ایسا کوئی ڈرافٹ بل تیار نہیں کیا ہے جو ملک کے تمام روایتی اور قانونی پرسنل لاز کو ایک شکل دے پاتا ہو۔

ہندوراشٹر/ہندوراج کے لئے زمین تیار کیجئے:

یہ تمام باتیں سنگھ پریوار کی حکمت عملی کی بنیاد کو ظاہر کرتی ہیں کہ اس کا مقصد پورے معاشرہ کو ہندو بنانا، ہندو راج قائم کرنا، سیکولر ریاست کو ہندوراشٹر میں بدلنا اور اس کے ایک قوم، ایک لوگ، ایک تہذیب کے ہدف کو حقیقت کا روپ دینا ہے۔ آپ اسے جو چاہیں کہہ لیں، ہندوراج کہہ لیں، ہندوراشٹر کہہ لیں یہ ہندتو کی بنیادی آئیڈیالوجی کا مظہر ہے کہ ہندوستان (صرف سیاسی ہی نہیں بلکہ جغرافیائی طور پر بھی) ہندوؤں کا اور صرف ہندوؤں کے لئے ہے۔ اس کی تاریخ ہندوؤں کی تاریخ ہے۔ اس کی تہذیب، ہندو تہذیب ہے۔ یہ ہندوؤں کی جائے پیدائش ہے اور انہی کا اصل وطن ہے اور ہندو اپنی تعریف کے لحاظ سے وہ لوگ ہیں جو اس کا احترام اپنے آبائی وطن کے طور پر ہی نہیں بلکہ مقدس سرزمین کے طور پر کرتے ہیں۔ غیر ہندو یہاں ذمی (تحفظ عطا کردہ) گروپوں کے طور پر رہ سکتے ہیں۔ اگر وہ ہندوؤں کی ہمدردی سے محروم ہوجائیں تو اس کے لئے وہ خود ذمہ دار ہوں گے لیکن وہ کسی قسم کا کوئی مطالبہ نہیں کر سکتے۔ انہیں کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔

پاکستان کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں:

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر آنے والے انتخابات میں بی جے پی کی انتخابی حکمت عملی ہندتو قرار دی جائے تو ہم پاکستان کے سلسلہ میں واجپائی کی نئی پیش قدمی کو کیا کہیں گے؟ تفصیل میں جائے بغیر میں سمجھتا ہوں کہ واجپائی کا مقصد عملی اقدام نہیں ہے۔ ان کا مقصد پہلے بھی یہی تھا اور اب بھی یہی ہے کہ امریکہ کو متاثر کریں اور پاکستان کو بین الاقوامی طور پر مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کردیں۔ وہ جموں وکشمیر کے مرکزی مسئلہ پر کوئی رعایت دینے کے لئے تیار نہیں ہیں جس نے دوطرفہ تعلقات اور برصغیر کے امن کو تباہی سے دوچار کر رکھا ہے۔ اگر الیکشن کے قریب بات چیت شروع بھی ہوگی واجپائی خود کو کسی نہ کسی بنیاد پر اس سے الگ کرسکتے ہیں جس سے حالات کو معمول پر لانے کا عمل الٹ جائے گا۔ جموں وکشمیر میں جنگجوئیت کو حمایت دینا بند کرنے کے لئے بدلہ میں ناقابل قبول مطالبہ کا پاکستان پر الزام لگاسکتے ہیں۔ اس طرح واجپائی خود کو قومی ہیرو کے طور پر پیش کرسکتے ہیں کہ امریکہ کے دباؤ کے باوجود انہوں نے ایک انچ زمین بھی پاکستان کو دینے سے انکار کردیا۔ اس طرح کشمیر ہندوایجنڈے میں برقرار رہے گا اور محبان وطن و نیشنلسٹ ہندوستانیوں کی طرف سے زوردار تالیاں بجائی جائیں گی۔ اس طرح پاکستان کے سلسلہ میں سخت موقف اختیار کیا جائے گا۔ یہ نریندر مودی کے منتر 'مسلم دہشت گرد، کشمیر و پاکستان' پھر سے جینے کا موقع ملے گا۔

امریکہ اور یورپی یونین یا روس کا وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی کو کشمیر تنازعہ کے سلسلہ میں کوئی سمجھوتہ قبول کرنے پر مجبور کرنے میں ناکام رہنے کو ہندوستان کے آنے والے دور میں خیرمقدم کہا۔ یعنی ہندوستان وہ زبردست طاقت ہے جو اپنے وقت کی سپر پاور کے سامنے بھی نہیں جھکی۔ سودے بازی میں واجپائی کو سیکورٹی کونسل میں مستقل سیٹ کے کھو جانے کا خطرہ ہے لیکن امریکہ کو سیاسی اقتصادی اور دفاعی تعلقات کے ذریعہ جو دونوں ملکوں کے درمیان بھی ہوں گے اور اسرائیل کے ساتھ بھی، خوش رکھا جاسکتا ہے۔ امریکہ میں پائی جانے والی یہودی لابی کی حمایت بھی حاصل ہوجائے گی۔ اگر ہندوستانی دباؤ پر امریکہ کو پاکستان کے مقابلہ میں ہندوستان کی طرف سے جھکانے میں کامیاب ہوگیا تو دنیا کی واحد سپر پاور اٹل بہاری واجپائی کے ہندوستان کو خواہ بھگوا ہو یا کوئی اور جنوبی ایشیا میں اپنے وائسرائے کے طور پر تسلیم کرلے گا اور اسے اپنے پڑوس میں غلبہ والا رول ادا کرنے کا حق دے دے گا۔ اس طرح کا رول ہندو ذہن میں فخر ومباہات کو بڑھا دے گا۔ واجپائی کے تاج میں ایک اور پر لگ جائے گا اور اس طرح ملک کے اندرون کی عزت میں اضافہ ہوجائے گا۔

علاقائی بالادستی کی زبردست حکمت عملی:

یہ سنگھ پریوار کی زبردست حکمت عملی ہے۔ یہ بایں معنی قوم پرست ہے کہ یہ ہندوستان کو علاقہ میں بالادست دیکھنا اور غالب بنانا چاہتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ہندو گیلری کے لئے کھیل کھیلا جائے۔ پڑوسیوں کو لائن میں لگا کر کشمیر کے تنازعہ پر سمجھوتہ قبول کرنے کے لئے اندرونی و بیرونی ہر قسم کے دباؤ کی مزاحمت کرکے پاکستان کو بین الاقوامی برادری میں الگ تھلگ ڈال کر امریکہ سے شیرف کا بیج حاصل کرکے اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہندتو کے ایجنڈے کو عالمی بالادستی کے پردہ میں مسلمانوں اور عیسائیوں کی منظم توہین و تذلیل کے ذریعہ آگے بڑھا کر قومی جذبات کو بڑھایا جائے گا۔ (انگریزی سے ترجمہ)

تذکرہ وسوانح

مولانا سید سلیمان ندوی

نابغۂ روزگار مولانا سید سلیمان ندوی کی سوانح حیات اور علمی وادبی خدمات پر متعدد کتابیں شائع ہوچکی ہیں (ان کتابوں کی جامع فہرست کے لئے دیکھئے: "یادگارِ سلیمان' مرتبہ عبدالقوی دسنوی' بہار اُردو اکیڈمی' پٹنہ انڈیا)۔ بالخصوص مولانا موصوف کی صد سالہ تقریبات ولادت (1984ء) کے حوالے سے برعظیم پاک وہند کے مختلف شہروں میں جو سیمینار منعقد ہوئے (ان میں سے بعض کی رودادیں اور ان میں پیش کردہ مقالات بھی شائع ہوچکے ہیں)' ان کے طفیل سید صاحب کی حیات وخدمات کے مطالعے کو مہمیز ملی ہے۔ ماہنامہ "القاسم" کی زیرنظر اشاعتِ خاص' جو مولانا صاحب کے تذکرہ وسوانح کے لئے مخصوص ہے' اُن پر کئے ہوئے تحقیقی کاموں کی فہرست میں ایک مفید اور قابل تحسین دستاویزی اضافہ ہے جو مولانا ندوی کا مطالعۂ خصوصی کرنے والے طلبہ اور عقیدت مندوں کی ہمیشہ رہنمائی کرتا رہے گا۔ ماہنامہ "القاسم" کے سرپرست مولانا عبدالقیوم حقانی نے اس خصوصی اشاعت کی اصل غرض وغایت اور اصل ارادہ ونیت کے بارے میں روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ "سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ حضرت سید صاحب کی زندگی کے نمایاں پہلوؤں اور روشن ابواب کا تذکرہ مرتب کر کے متلاشیانِ راہِ حق کی خدمت میں پیش کرنا مفید بلکہ بے حد مفید ہوگا۔ اس بات کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے کہ اس اشاعتِ خاص میں جو کچھ شائع کیا جائے' اس کا اصل رُخ اسی افادیت کی طرف ہو:

کوئی بزم ہو' کوئی انجمن' یہ شعار اپنا قدیم ہے
جہاں روشنی کی کمی ملی' وہیں اِک چراغ جلا دیا

زیرنظر خصوصی اشاعت میں بلاشبہ جو مضمون اور جو تحریر بھی شامل ہے' افادیت اس کی سطر سطر سے ٹپکتی ہے اور سید مرحوم کی فضیلت کی طرف اشارہ کرتی ہوئے نظر آتی ہے۔ اس خوبی کی وجہ مدیر محترم حافظ محمد قاسم صاحب کی کڑی نظر انتخاب کے علاوہ منتخب تحریروں کے مصنفین بھی ہیں جو اپنے اپنے شعبے میں بلند مقام وشہرت رکھتے ہیں۔ یہاں سید صاحب کے سوانح حیات پر سید صباح الدین عبدالرحمٰن کا 60 صفحات پر مشتمل' طویل وبسیط مقالہ شامل ہے۔ اُن کی شخصیت کی طلسمی جاذبیت پر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی جیسا بڑا قلم کار اپنے تاثرات کا اظہار کررہا ہے۔ سید صاحب کی دینی وعلمی خدمات کا محاکمہ ندوہ ہی کے ایک اور فاضل شاہ معین الدین احمد ندوی نے کیا ہے۔ مولانا صاحب کے تذکرہ وسوانح کے ضمن میں جناب عبدالرشید عراقی کا مضمون بھی خاصے کی چیز ہے۔ ان کی تفسیری نکتہ سنجیوں پر محمد فرمان صاحب نیپالی ندوی' اُن کے سلوک و تصوف پر مولانا سید عبدالرؤف' ان کے مسلک طریقت پر ڈاکٹر نثار احمد فاروقی صاحب کی تحریر اور اُن کے ذوقِ شعر و ادب' عارفانہ اور نعتیہ کلام کے بارے میں ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی ندوی اور پروفیسر محمد اشرف سلیمانی کی تحریریں یادگاری ہیں' یعنی پڑھنے کے بعد ذہن پر خوشگوار اور مستقل اثر وارد کرتی ہیں۔

سید صاحب موصوف کی معتدل مزاجی اور متوازن طبیعت کا حال بتانے کے لئے ڈاکٹر نثار احمد فاروقی صاحب نے اپنے مضمون میں ایک مثال کا سہارا کس خوبصورت پیرائے میں لیا ہے' آپ بھی ملاحظہ کیجئے' لکھتے ہیں: "حضرت نظام الدین اولیاء جب حضرت بابا فرید گنج شکر سے بیعت ہوئے تو اپنے شیخ سے سوال کیا کہ میں ایک طالب علم ہوں۔ ابھی سلسلۂ تعلیم جاری ہے۔ اسے یوں ہی جاری رکھوں یا چھوڑ کر اوراد ووظائف میں لگ جاؤں؟ شیخ نے فرمایا کہ میرا یہ طریقہ نہیں کہ کسی کو تحصیل علم سے روکوں۔ درویش کے لئے بھی علم ضروری ہے۔ تم دونوں شغل جاری رکھو اور پھر دیکھو' کون غالب ہے۔ حضرت نظام الدین نے ایک زمانے کے بعد اپنی مجلس میں فرمایا کہ "میں نے نہ کسی کو غالب دیکھا نہ مغلوب پایا"۔ کہنے کو یہ ایک سادہ سا چھوٹا سا جملہ ہے مگر ایک انتہائی دشوار مقام کی طرف اشارہ کررہا ہے' جہاں ظاہر وباطن میں ایک توازن پیدا ہوجائے۔ یہی وہ استقامت ہے جسے فوق الکرامت کہا گیا ہے۔ یہی توازن ہمیں سید سلیمان ندوی کی شخصیت میں نظر آتا ہے۔ وہ ایسے فقیہ صوفی ہیں جنہوں نے علم ظاہر وباطن میں توازن پیدا کیا اور مستقیم رکھا"۔

آخری تحریر مولانا صاحب مرحوم ومغفور کے "سفر آخرت" کے چشم دید واقعات پر مبنی ہے اور ان کے بھتیجے سید ابوعاصم ایڈوکیٹ کے پُراثر' غمناک زورِ قلم کا نتیجہ ہے۔ تجہیز وتکفین کے موقع کی چند سطور ملاحظہ ہوں:

"ہم اُس جسم اطہر کو اٹھا کر بیچ کے کمرے میں لائے۔ قینچی سے کاٹ کاٹ کر سارے کپڑے علیحدہ کئے۔ سب لوگوں نے مل کر تخت پر لٹایا۔ آہ' سارا جسم کتنا نرم تھا۔ جس طرف موڑا جاتا تھا' مڑ جاتا تھا۔ چہرے پر وہی سنجیدگی' وہی وقار' وہی متانت' وہی تبسم اب تک موجود تھا۔ میں نے پیشانی کو چوم لیا۔ ڈاکٹر عبدالحیی صاحب نے شہادت کی انگلی چوم لی اور لرزتی ہوئی آواز میں کہا' کتنی مبارک ہیں یہ انگلیاں جو سرورِ کائنات کی سیرت نگاری میں زندگی بھر مصروف رہیں......" یہاں سے جنازہ اٹھا اور کئی فرلانگ کی مسافت طے کر کے اٹھارہ ہزار مربع گز زمین کا وہ وسیع رقبہ' جس کے ایک طرف مولانا شبیر احمد عثانی کا مزار ہے' وہاں پہنچا۔ ان کے مزار کے سامنے رکھا گیا۔ مولانا عثانی کے مزار پر میکروفون لگا دیا تھا۔ شام کو ابوالخیر نے ایسی تقریر کی' جس نے سب کو رلا دیا۔ آخری فقرہ تو ہمیشہ یادگار رہے گا۔ انہوں نے کہا "اے سلیمان! تمہارے جانے کا اتنا غم نہیں ہے' جتنا اس گنجینۂ علم کا صدمہ' جو تمہارے ساتھ دفن ہو رہا ہے۔"

"ندائے خلافت" کے قارئین سے سفارش کی جاتی ہے کہ وہ یہ تحفہ شمارۂ خاص اپنی ذاتی لائبریری کے لئے ضرور حاصل کریں۔ ان کا پتا یہ ہے: ماہنامہ القاسم۔ جامعہ ابوہریرہ' برانچ پوسٹ آفس' خالق آباد' ضلع نوشہرہ۔

(تبصرہ نگار: سید قاسم محمود)

آپ کی ذاتی رائے میں

مسئلہ کشمیر کا حل کیا ہے؟

تقریباً ایک ہزار الفاظ میں اپنی رائے تحریر کر کے 5 اپریل 2004ء تک مدیر "ندائے خلافت" کو ارسال کیجئے۔ "ندائے خلافت" کا "کشمیر نمبر" زیرِ تدوین ہے' جس میں مسئلہ کشمیر کے حل کے بارے میں تجاویز بھی مرتب کی جائیں گی۔ آپ کی رائے "تجاویز نامہ" مرتب کرنے میں معاون ومددگار ہوسکتی ہے۔ (مدیر "ندائے خلافت")

رسولِ کریمؐ کا مقصدِ بعثت

تحریر: جناب رحمت اللہ بٹر' ناظم دعوت' تنظیم اسلامی' پاکستان

﴿وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ (الشوریٰ: 7)

''اور اس طرح ہم نے آپؐ کی طرف قرآن عربی وحی کیا ہے تاکہ آپ آگاہ کر دیں مکہ والوں کو اور جو ان کے چاروں طرف ہیں اور آگاہ کر دیں اس جمع ہونے کے دن کے بارے میں جس کے بارے میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔''

عرب میں اگرچہ کوئی مرکزی حکومت نہ تھی لیکن دین کے لحاظ سے سکہ قریش ہی کا پورے عرب پر جاری تھا اور وہی ان کے دینی پیشوا تھے اور پورا عرب ان کے تابع تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب مکہ والوں نے دین الحق کو قبول نہیں کیا تو سید المرسلینؐ کو بھی اس طرح ہجرت اختیار کرنا پڑی جیسے پہلے رسولوں کو کرنا پڑی تھی اور یہی وجہ ہے کہ اگرچہ مدینہ میں آپ کی حیثیت کو مان لیا گیا اور پورا مدینہ آپؐ کے تابع ہو گیا لیکن عرب کے تمام قبائل ایمان نہیں لائے اور نہ ہی اس تبدیلی کو ''دین عرب'' کی تبدیلی مانا گیا۔ کیونکہ مدینہ والوں کا دین عرب میں رائج نہ تھا لیکن جب مکہ فتح ہو گیا تو پھر پورا عرب اسلام لے آیا اور دین الحق پورے عرب پر قائم ہو گیا کیونکہ نظام شرک کا خاتمہ ہو گیا اور اس کا اختیار رکھنے والے اور اسے رائج کرنے والے مغلوب ہو گئے۔ اس سے پہلے عرب کے عوام کو دین الحق اختیار کرنے میں کتنی دشواری تھی اور عوام الناس کس طرح مجبور تھے لیکن دین اسلام کے ام القریٰ میں غالب ہونے سے تمام رکاوٹیں دور ہو گئیں اور تمام عرب کے لئے آسانی پیدا ہو گئی تاکہ دین الحق کے تحت اپنا مقصد زندگی پورا کر سکیں۔

5ھ میں سورۂ نور میں اسی لئے مسلمانوں کو یہ بشارت دی گئی تھی کہ جلد ہی یہ خوف و ہراس ختم ہو جائے گا اور اللہ اپنے دین کو تمکن عطا کرے گا اور تمہیں خلافت ارضی سے نوازے گا۔

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۚ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ (النور: 55)

''اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اپنے مومن بندوں سے جو عمل صالح اختیار کئے ہوئے ہیں کہ ان کو لازماً زمین کی خلافت عطا کرے گا جیسے اس نے پہلوں کو خلافت عطا کی اور لازماً ان کے دین جس کو اس نے پسند فرمایا ہے تمکن عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت لازماً امن میں بدل دے گا تاکہ وہ میری بندگی کا حق ادا کرتے ہوئے زندگی گزاریں اور میرے مقابلے میں کوئی معبود نہ رہے۔ پھر اگر کوئی کفر کی روش اختیار کرے گا تو وہ ہوگا اصل میں نافرمان۔''

یہ ہے وہ غلبہ دین الحق جو اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کا مقصد بعثت قرار دے رہے ہیں اور دنیا میں اس کا نفاذ بالفعل کرتا رہا ہے۔ یہ اتنا اہم فریضہ تھا کہ اگر باطل نظام کے بااختیار مترفین نے اس کو قبول نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ ان کو اور پوری قوم کو ہلاک کرتا رہا ہے اور پھر اپنے رسولوں کے ذریعہ دنیا میں وہ نظام حق رائج کرواتا رہا ہے جو ان کو دے کر بھیجتا تھا۔ یہی ہوا ہے حضرت نوحؑ' ہودؑ' شعیبؑ اور موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول سید المرسلینؐ کی قوم کو ہلاک نہیں کیا۔ اگرچہ 13 سال تک ان کو دعوت دینے کے باوجود انہوں نے نہیں مانا اور پہلے رسولوں کی طرح آپؐ کو ہجرت کرانا پڑی۔ اس لئے کہ آپؐ آخری رسول تھے اور آپؐ کے بعد یہ فریضہ اُمت کے سپرد ہونے والا تھا۔ اگر آپؐ کے ذریعہ یہ کام معجزہ کے ساتھ ہو جاتا تو بعد والوں کے لئے نمونہ نہ بنتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے غلبہ دین حق انسانی جدوجہد کے ذریعہ کروایا اور ان تمام مراحل سے اپنے رسول اور اُمت کو گزارا جو اس کیلئے ناگزیر تھے تاکہ بعد والوں کے لئے اسوہ حسنہ موجود رہے اور امت اپنا فریضہ ادا کرنے کے لئے رہنمائی حاصل کرتی رہے۔

نبی اکرم ﷺ کی خصوصی حیثیت:

نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت قرآن مجید میں تین مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ اگر ان مقامات کا سیاق و سباق دیکھا جائے تو بات زیادہ نکھر کر سامنے آ جاتی ہے۔

پہلی دفعہ یہ آیت نازل ہوئی سورہ الصف میں۔

﴿هُوَ الَّذِىْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾ (الصف: 9)

''وہ اللہ ہے جس نے بھیجا اپنے رسول ﷺ کو الہدیٰ اور دین الحق دے کر تاکہ دین الحق کو غالب کریں تمام ادیان پر اگرچہ مشرکوں کو کتنا ہی ناپسند ہو۔''

یہ وہ موقع تھا جب پورا عرب جمع ہو کر مدینہ پر چڑھ دوڑا تھا اور مسلمانوں پر بہت کڑا وقت تھا۔ ان حالات میں فرمایا گیا کہ گھبراؤ نہیں۔ ہم نے تو اپنے رسول ﷺ کو بھیجا ہی اس لئے ہے کہ وہ دین الحق کو غالب کریں تمام ادیان پر۔ لیکن اس کے لئے جان و مال تو ایمان والوں کو لگانا پڑے گا اور دیکھو عنقریب ہم تمہیں غلبہ عطا فرمائیں گے اور اے رسول (ﷺ) مسلمانوں کو بشارت دیجئے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے اس کے بعد فرما دیا تھا۔ اے مسلمانو! اب قریش تم پر دوبارہ حملہ آور نہ ہو سکیں گے بلکہ تم قریش پر حملہ آور ہو گے۔

لیکن پھر دوبارہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب صلح حدیبیہ سے یہ مغالطہ پیدا ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا تھا کہ دین الحق تمام ادیان پر غالب ہوگا لیکن یہاں یہ مان لیا گیا کہ دین قریش بھی جاری رہے اور دین الحق بھی اور اس معاملے میں باہم جنگ نہ ہو گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے پھر آیت نازل فرمائی اور واضح کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اسی لئے بھیجا ہے کہ دین الحق غالب ہو۔ (یعنی یہ صلح کا معاملہ اور دین قریش کو مہلت کا معاملہ وقتی/عارضی ہے) اور جان لو اللہ تعالیٰ کافی ہے مددگار یا گواہ کہ یہ ہو کر رہے گا۔ چنانچہ تقریباً ڈیڑھ سال میں دین الحق کا غلبہ ہو گیا۔ فتح مکہ کے ساتھ ہی تمام عرب نے دین اسلام کے غلبہ کو قبول کر لیا اور اللہ کی حکمرانی پورے عرب میں نافذ ہو گئی۔ کیونکہ پہلا دین اور اس کے محافظ مغلوب ہو گئے۔ گویا وہ مقصد جو تمام رسولوں کا تھا کہ لوگوں میں عدل اجتماعی قائم ہو وہ پورا ہو گیا۔ اب پھر تیسری بار اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ کو نازل کیا اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے کہ دین الحق کا غلبہ صرف مشرکین عرب کے دین پر ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس دین الحق کو سابقہ تمام ادیان پر بھی غالب کرنا ہے کیونکہ ان کی مدت ختم ہو گئی اور اب وہ دین نہیں رہے بلکہ

اب تمام انبیاء و رسل کے امتیوں کو بھی اسی دین الحق کے تابع رہنا ہوگا اور انفرادی طور پر اگر وہ چاہیں تو اپنے دین کو مذہب کے طور پر جاری رکھیں یعنی عقائد عبادات و رسومات کی حد تک اپنے دین پر عمل کرتے رہیں لیکن اجتماعی زندگی میں ان کو دین الحق کے تابع رہنا ہوگا۔ چنانچہ مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ:

﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ﴾ (التوبہ: 29)

''اے مسلمانو تمہاری جنگ جاری رہنا چاہئے ان لوگوں سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور ان کے ساتھ جو ان چیزوں کو حرام قرار نہیں دیتے جنہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے اور ان کے ساتھ جو دین الحق کو اپنا دین نہیں مانتے۔ اہل کتاب میں سے بھی یہاں تک وہ جزیہ ادا کریں اور دین الحق کے نیچے رہ کر زندگی گزاریں''۔

یہ ہے وہ مقصد جو سید المرسلین احمد المجتبیٰ اور آخر الرسلؐ میں کا قرار دیا گیا ہے کہ وہ دین الحق جو ان کو دیا گیا ہے وہ تمام زمین پر غالب ہو اور باقی تمام ادیان اس کے تابع ہو جائیں اور مذہب کی حیثیت سے چاہے جاری رہیں لیکن وہ دین کے طور پر رائج نہیں رہنے چاہئیں۔

لیکن صد افسوس ہے کہ جن اہل کتاب کے بارے میں حکم آ گیا تھا وہ آج اپنا دین تمام دنیا پر غالب کئے ہوئے ہیں اور مسلمانوں' حامل الہدیٰ اور دین الحق ان کے دین کے تحت مذہب اسلام پر عمل پیرا ہیں اور گویا جزیہ ادا کرتے ہوئے زندگی گزار رہے ہیں۔

یہ حالت کیوں ہوئی' اس لئے کہ دین اسلام کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر لازم کر دیا تھا کہ وہ جماعتی زندگی کا التزام کریں اور اجتماعی قوت کے ساتھ اس دین کو غالب رکھیں لیکن جب دین و دنیا کی تقسیم مسلمانوں میں راسخ ہوئی تو دین مذہب بن گیا اور دنیا میں سیاسی اقتدار علیحدہ سمجھ لیا گیا اور جب امت میں ذاتی اقتدار کی ہوس کے تحت علاقائی حکومتیں بن گئیں تو اجتماعیت ختم ہو گئی اور وہ قوموں میں بٹ گئی اور سیاسی اقتدار سے محروم ہو گئی۔ گویا دین الحق والا حصہ ان سے چھن گیا اور وہاں مغرب کی اجارہ داری قائم ہو گئی اور مسلمان صرف مذہب اسلام کو ہی سب کچھ سمجھ کر اس پر قانع ہو کر زندگی گزارنے لگے اور اس کی بنیاد پر مسلکوں میں بٹ گئے اور ان کی قوت پارہ پارہ ہو گئی اور مذہب کے لئے چونکہ اجتماعی زندگی ضروری نہیں تھی اس لئے جماعتی نظم ختم ہو گیا۔ اب علماء کرام جو اصل دین کے حامل تھے وہ چونکہ مذہب اسلام پر عمل پیرا ہیں اس لئے ان کے ہاں کوئی نظم جماعت نہیں ہے حالانکہ دین اسلام/دین الحق کا تو تصور بغیر جماعتی زندگی کے محال ہے۔ اسی لئے سورہ الصف ہی میں فرمایا گیا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ﴾ (الصف: 14)

''اے ایمان والو! اللہ کے مددگار بن جاؤ اور ہمارے رسول کی نداء پر لبیک کہتے ہوئے خود کو جماعتی نظم میں دو جس کی رسول اللہ ﷺ نے بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر ابتدا فرمائی کہ مدینہ کے 75 افراد میں سے 12 نقباء مقرر کئے اور پھر ان کی اطاعت کے لئے بیعت لی۔

چنانچہ حضرت عبادہ بن الصامت فرماتے ہیں:

''ہم نے بیعت کی رسول اللہ ﷺ سے سننے اور ماننے کی' آسانی میں بھی اور تنگی میں بھی۔ دل کی آمادگی پر بھی اور کراہت پر بھی اور اس پر بھی کہ خواہ ہم پر دوسروں کو ترجیح دے دی جائے اور ہم جھگڑا نہ کریں گے اہل امر کے ساتھ اور حق بات کہنے کی جہاں موقع ہو اور اللہ کے معاملے میں ہم کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہ کریں گے۔'' (متفق علیہ)

یہ ہے دین کے لئے اجتماعیت کی بنیاد اور جس کے بارے میں ارشاد ہے حضرت عمرؓ کا۔

لا اسلام الا بالجماعة (سنن دارمی)

''اسلام کا کوئی تصور نہیں ہے بغیر اجتماعیت کے''۔

اور قول رسول اللہ ﷺ

''يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ''

اللہ کی تائید اور نصرت جماعت کے ساتھ ہوتی ہے اور جس کے بارے میں ایک دوسرا فرمان نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔

اِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ اَبْعَدُ مَنْ اَرَادَ بُحْبُوْحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ (الترمذی)

''اے مسلمانو! انفرادی زندگی گزارنے سے بچو۔ کیونکہ جب انسان اکیلا ہو تو شیطان ساتھی بن جاتا ہے اور جب دو انسان جماعت کی صورت اختیار کر لیں تو وہ ان سے دور رہتا ہے۔ جس کو جنت کی خوشگواری مطلوب ہو اس کو التزام جماعت کرنا چاہئے۔''

اگر آج امت مسلمہ کو یہ بھولا ہوا سبق یاد کروا دیا جائے کہ دین اسلام کا لازمی تقاضا جماعتی زندگی ہے کہ اس کے بغیر دین الحق کا غلبہ ممکن نہیں اور ہر مسلمان پر التزام جماعت لازم ہے تو آج بھی مسلمان یکجا ہو کر دین کے غلبہ کے لئے جماعت بنائیں اور پھر دین کو اپنے ملک میں غالب کرنے کے لئے جہاد کرنا شروع کر دیں جیسے جہاد کا حق ہے تو آج پھر دین الحق غالب ہو سکتا ہے اور نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت مکمل ہو سکتا ہے اور پوری زمین پر اللہ کی حکمرانی رائج ہو سکتی ہے اور دوبارہ خلافت راشدہ کا نظام قائم ہو سکتا ہے۔ جس کے لئے پیشنگوئی کر رکھی ہے نبی اکرم ﷺ نے کہ یہ دین تمام روئے ارضی پر غالب ہو کر رہے گا اور ہر جگہ میں داخل ہو کر رہے گا خواہ گھر والے کی عزت کے ساتھ گھر والے کی ذلت کے ساتھ کہ وہ مغلوب ہو اور جزیہ ادا کرے اور دین الحق کی حکمرانی کے زیر سایہ زندگی گزارے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور تمام مسلمانوں کو اپنا مقام پہچاننے اور فضیلت امت کو حاصل کرنے اور اس کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بانی تنظیم **ڈاکٹر اسرار احمد** صاحب
کی دس سال پرانی تجویز نئے کتابچے کی صورت میں
پاک بھارت مفاہمت
اور مسئلہ کشمیر کا حل
(قیمت: 20 روپے)
مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن
36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور

قرآن کی عظمت
اور اس کی بنیادی تعلیمات
ابوظہبی پروگرام-1985ء
مقرر: **ڈاکٹر اسرار احمد**
(بانی تنظیم اسلامی)
اب VCDs میں دستیاب ہیں
کل سی ڈیز: 21
قیمت فی سیٹ: -/840 روپے
مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن
36 کے ماڈل ٹاؤن لاہور

غلامی میں نہ کام آتی ہیں......

انیسہ عبدالخالق

مذکور و مشہور لطیفہ ہے کہ ایک آدمی گھر میں خواب خرگوش کے مزے لے رہا تھا، یکایک باہر سے شور غل کی آوازیں آنے لگیں۔ بیگم نے اٹھایا کہ جایئے پتہ کیجئے کیا معاملہ ہے۔ سردی تھی، لحاف لپیٹ کر باہر نکلا۔ دو آدمی باہم گتھم گتھا تھے۔ یہ ابھی اندازہ لگانے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ دونوں نے لڑنا بند کیا اور اس کا لحاف اچک کر بھاگ نکلے...... شریف آدمی ٹھٹھرتا ہوا گھر میں داخل ہوا، بیگم نے دریافت کیا کہ کیا مسئلہ تھا؟ جل کر بولا "کم بخت میرے لحاف کے لئے لڑ رہے تھے"۔

ہماری دنیا کا رنگ بھی آج کل یہی ہے۔ لڑائی کسی بھی ملک میں ہو رہی ہو۔ نشانہ اس مملکت خداداد کی خداداد ایٹمی طاقت ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

وہ گل ہوں میں، خزاں ہر گل کی ہے گویا خزاں میری

ہر اسلامی ملک کی تباہی کے ساتھ رنگ زرد ہوئے جاتے ہیں کہ یہ پاکستان کے لئے بہت بڑا پیغام، بہت بڑی وارننگ ہے۔ وہ لحاف جس نے زمانے کے سرد و گرم سے محفوظ رکھا تھا، اب عنقریب چھیننے والا ہے۔ باہر لوگ لڑ رہے ہیں اور ہم خطے میں ایک اہم مقام رکھنے کے باعث مداخلت پر مجبور ہیں۔

وجوہات کیا ہیں؟ یہ سارا معاملہ کتنے عرصے پر محیط ہے؟ کیا ہوگا؟ ہمیں بحیثیت مسلمان پاکستانی زمینی حقائق جانچنے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں ضرورت ہے کسی اور ہی زاویہ نگاہ کی۔

دیدن دگر آموز! شنیدن دگر آموز!!

ذرا اور طرح سے دیکھنا اور جانچنا ہے۔ سوچنا ہے کہ اب اپنی نگاہوں سے آفاق لرزتے کیوں نہیں ہیں؟ کیا وجہ ہے کہ رگوں میں لہو رواں تو ہے مگر

نے گرمیٔ افکار نہ اندیشۂ بیباک......

سابقہ ہو یا موجودہ۔ اُمت مسلمہ کے لئے اللہ کا وعدہ یہی رہا ہے ﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ "اور نہ کمزور پڑو اور نہ غم کرو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو"۔

اور ﴿وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُم﴾ "اور اگر تم نے منہ موڑا تو وہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو بدل دے گا پھر وہ تمہارے جیسے نہ ہوں گے"۔

عام مشاہدے کی بات ہے کہ جس پودے کی جڑیں مضبوط ہوں وہی لہلہاتا ہے۔ گویا اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ والی بات ہے اور جب بنیاد سے ناتا مضبوط نہ ہو تو مَا لَهَا مِن قَرَارٍ۔ اسی طرح دین کی عمارت عقیدہ کی بنیاد رکھتی ہے۔

دین ہو، فلسفہ ہو، فقر ہو، سلطانی ہو
ہوتے ہیں پختہ عقائد کی بناء پر تعمیر!

اور کسی عمارت کی خرابی کی وجہ تلاش کرنی ہو۔ تو اس کی بنیاد پر نظر ڈال لینی چاہئے کیونکہ خشت اوّل ٹیڑھی تو دیوار تا ثریا کج ہوتی ہے۔ ہمیں بھی اب اپنی آج کی خواری اور زبوں حالی کے سبب کو ڈھونڈ نکالنا ہے اور اس کے لئے سوچنا پڑے گا کہ کیا ہم نے اینٹ صحیح رکھی تھی؟ انسانی عمل کے پیچھے ہمیشہ کوئی نہ کوئی نظریہ، زاویہ نگاہ، مقصد اور عقیدہ کارفرما ہوتا ہے۔ مسلمان قوم کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو نظریہ اور عقیدہ معین فرمایا ہے وہ ہے:

﴿إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

"بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔"

یعنی ہر عمل کا مقصد ذات باری تعالیٰ کو راضی کرنا ہو۔ ہر سوچ اور عمل کا محرک اسی کی رضامندی اور خوشنودی ہو بالفاظ دیگر اللہ کی ذات پر مکمل ایمان اور اس سے شدید محبت کہ اس کی خاطر سب کچھ لٹانے پر تیار ہوں...... اس کسوٹی پر خود کو رکھ کر دیکھیں تو گہرائی میں اترے بغیر فوراً انداز ہو جاتا ہے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔ ایسا یقین...... ایسا ایمان اور ایسی محبت ہمیں دنیا اور اس کے رہنے والوں سے تو ہوتی ہے مگر اس کے بنانے والے سے نہیں...... اور بس خرابی یہیں ہے۔

جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ انسانی عمل کے پیچھے لامحالہ کوئی نہ کوئی نظریہ کارفرما ہوتا ہے۔ جب ہماری بنیادوں میں عقیدۂ توحید نہ رہا تو اس کی جگہ کسی اور کے تصور نے لے لی۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی جگہ مغربی تہذیب کی اندھا دھند تقلید نے لے لی۔ روح کی بجائے جسم اہمیت اختیار کر گیا۔ خدا کی بجائے کائنات اور حیات بعد الممات کے تصور پر یقین کی بجائے حیاتِ دنیوی کی رنگینیوں کا خوش کن تصور جڑوں بیٹھتا گیا اور ہم موت سے ڈرنے لگے...... نتیجہ وہ نکلا جو آج ہمارے سامنے ہے...... یعنی ایٹمی طاقت ہوتے ہوئے بھی ہم بڑی بے بسی سے اپنی باری کے منتظر ہیں۔ وھن، ضعف اور استکانت ذرا ذرا سے فرق کے ساتھ اسی کیفیت کو کہتے ہیں۔

اگر اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت ہوتی، اگر اللہ کی خاطر جینے مرنے کا عہد نبھایا ہوتا، اگر حیاتِ جاودانی ہر دم نگاہوں کے سامنے ہوتی تو ہم اللہ کے بندے بن کر رہتے اور اس کی مہربانیوں کے سائے میں ہوتے...... مگر صورتِ حال برعکس ہے...... چونکہ ہم نے یہ تمام جذبے دنیا کے لئے مختص کر دیئے۔ لہٰذا دنیا کے بندے بن کر رہ گئے۔ روپے پیسے کے غلام ہو گئے اور نہ جانے کس کس کے ماتحت ہو گئے۔ وہ غلام جو صرف ایک مالک کو خوش رکھنے اور صرف ایک ہی مالک کے احکامات بجا لانے کی کوشش کر رہا ہو...... بہتر ہے...... یا پھر وہ جس کے کئی کئی آقا ہوں...... ہم سب خوب جانتے ہیں۔ عَلٰی اَنْفُسِنَا بصیرت رکھتے ہیں۔ آج مصلحت وقت ہمارے عمل کا معیار ہے۔ ہم شکارِ اغیار کے دلدادہ ہیں اور طرزِ کہن اور طرزِ سلف سے بیگانہ و بے پروا ہیں۔ خودی سے بے پروا اور غافل ہیں۔ مسلمان قوم سے بدتر بھی کوئی قوم ہوگی۔

حرف اس قوم کا سوز، عمل زار و زبوں
ہو گیا پختہ عقائد سے تہی جس کا ضمیر!

اور۔

اس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف

تہذیب حاضر کی تقلید نے ہم سے رحماء بینھم کی صفت چھین کر ہمیں رقابت دے دی ہے، خودشناسی کے بجائے خودفروشی سکھا دی ہے...... ناشکیبائی اور ہوسناکی کے تحفے دیئے ہیں اور ان تحائف کے زیر بار احسان ہم گرتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ دھنستے ہی جا رہے ہیں۔

سوچئے!! اگر کسی شخص کے غلاموں میں سے ایک باغی ہو جائے تو کیا باقی سب اس باغی کو پناہ دیں گے؟ ہرگز نہیں! بلکہ وہ اپنے مالک کے اشارے پر مفرور اور باغی

غلام کو ہر طرح کی اذیت دینے پر تیار ہوں گے۔ بالکل اسی طرح مالک کائنات کی کل مخلوق ...... آج ہمیں' ہم مسلمانوں کو جو اپنے رب کے حکم سے اور اپنے وعدے سے انحراف کر چکے ہیں' رسوا کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ جب ہم اللہ سے منہ موڑیں گے اور دنیا سے محبت کریں گے تو دنیا ہمیں تباہ و برباد کر کے رکھ دے گی' اس لئے کہ اس کے مالک کا حکم ہی یہی ہے۔ اور سوائے انسان اور خصوصاً آج کے مسلمان کے تمام مخلوقات اللہ کے حکم کی تابعدار ہیں۔

وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ

اگر ہم تقدیر مبرم کو ٹالنا چاہتے ہیں تو ہمیں ہوش سنبھالنا ہوگا۔ لیکن الفاظ میں اگر حل بیان کیا جائے تو ہمیں ''تجدیدِ ایمان'' ''توبہ'' ''تجدیدِ عہد'' بس جس رُخ پر ہم چل رہے ہیں' انہی قدموں پر لوٹ آئیں۔ آخر کوئی نظریہ' کوئی عقیدہ اور کوئی مقصد تو اپنانا ہی ہے نا' جانور تو نہیں ہیں نا...... تو کیوں نہ اللہ کی رضا کے حصول کو مقصد بنالیں۔

لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

''ہر ایک کے لئے ایک سمت ہے جس طرف وہ رُخ کرتا ہے پس تم نیکیوں میں سبقت لے جاؤ۔''

ساری مخلوق اللہ کی اطاعت کر رہی ہے۔ آخر ہم ہی ''احسن تقویم'' کے درجے کو چھوڑ کر ''اسفل سافلین'' میں گرنے پر کیوں تلے ہوئے ہیں؟

ہمیں اللہ پر ایمان کو مضبوط کرنا ہے۔ جسم کی بجائے روح کو پروان چڑھانا ہے' کائنات کی بجائے اس کے بنانے والے کی پرستش کرنی ہے اور حیات دنیوی کی جگہ موت اور حیات جاوداں کے حصول کے لئے جدوجہد کرنی ہے۔ گویا تین چیزوں (مادہ' کائنات اور حیاتِ دنیوی) کی بجائے تین چیزوں (روح' خدا اور حیات بعد الممات) کو اہمیت دینی ہے۔ یہ تین چیزیں انسان کی پوری زندگی کی جدوجہد کو مرتب کرتی ہیں اور ایک فیصلہ کن موڑ دیتی ہیں۔

ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ بحیثیت 'مسلمان' ہماری داستانِ حیات کس طرح رقم ہوگی؟ آیا تذکرے کے قابل ہوگی یا ؎

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

والی بات ہوگی؟

بحیثیت فردِ واحد اور بحیثیت قوم دونوں پہلوؤں سے ہمیں اپنی خودی کو پہچاننا ہے۔ یہ خودی جو ہے یہ تو تلوار کی دھار ہے ؎

یہ موجِ نفس کیا ہے؟ تلوار ہے!
خودی کیا ہے؟ تلوار کی دھار ہے

اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ تلوار کی دھار کو انتہائی تیز رکھنا چاہتے ہیں یا کند؟

جس بندۂ حق بیں کی خودی ہو گئی بیدار
شمشیر کی مانند ہے برندہ و براق

اگر ہم اپنی خودی کو پہچان لیتے ہیں۔ اگر اللہ پر صدقِ دل سے ''تصدیق بالقلب' والا ایمان پختہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر اس کے حضور گڑگڑا کر توبہ کرتے ہیں۔ اگر اس عہد الست کو نبھانے کی کوشش کرتے ہیں تو اللہ کے حضور سجدۂ شکر بجالانا چاہئے کہ اس نے ہم کو پلٹ آنے کی توفیق دی کہ وہ ہم سے مایوس نہیں ہوا اور یہ کہ عذاب الٰہی ابھی بھی ٹل سکتا ہے ورنہ......

اللہ کی تائید و نصرت کے بغیر تو اسلحہ کا ڈھیر کا ڈھیر بھی وہ خرمن ہے جس میں بجلیاں بھی آسودہ رہتی ہیں۔ بقول شاعر ؎

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں' نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا' تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

✿ ✿

کتابی صورت میں شائع ہو گیا ہے

پیامِ اقبال
بنام
نوجوانانِ ملّت

مؤلف: سید قاسم محمود

سال اقبال 2002ء کے سلسلے میں ''مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے زیر اہتمام ہفت روزہ ''ندائے خلافت'' نے نوجوانانِ اسلام کے نام 'اقبال کا پیام' اپنی 'اشاعتِ خصوصی' میں رنگین طباعت کے ساتھ شائع کیا تھا' جسے غیر معمولی پذیرائی حاصل ہوئی اور اب طلبہ کی فرمائش پر اس اہم دستاویزی شمارے کو کتابی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ ہر گھر' کالج' سکول اور طالب علم کے لئے انتہائی مفید ہے۔

✿ تازہ بہ تازہ' خوبصورت کتاب ✿ صفحات 212 ✿ قیمت: 90 روپے

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور

شیعہ سنی مفاہمت
کی
ضرورت و اہمیت

تصنیف:
ڈاکٹر اسرار احمد

(تیسرا ایڈیشن چھپ گیا ہے)

قیمت: 48 روپے

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور
فون: 5869501-03

عراق میں امریکی فوج کے دس ماہ

محمد جلیل

عراق اور افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں بڑے پیمانے پر ہلاکتوں کے بعد امریکی فوج نے اپنے فوجیوں پر پابندی عائد کر دی ہے کہ وہ ریٹائرمنٹ یا کسی بھی طریقے سے فوج نہیں چھوڑ سکتے۔ 2 جنوری 2004ء واشنگٹن نیٹ نیوز کی خبر کے مطابق 29 دسمبر 2003ء کی اشاعت میں واشنگٹن پوسٹ نے انکشاف کیا ہے کہ امریکی فوج نے سٹاپ لوس (Stop loss) آرڈر جاری کر دیے ہیں' ان احکامات کے جاری ہونے کے بعد کوئی فوجی ریٹائرمنٹ لے سکتا ہے اور نہ ریزرو فوجی اپنی ملازمت پوری ہونے کے بعد فوج چھوڑ سکتے ہیں ان احکامات کے جاری ہونے کے بعد صرف آرمی کے ایسے 40 ہزار فوجی ریٹائر نہیں ہو سکے جنہوں نے اس سال ریٹائر ہونا تھا۔ ان میں 16 ہزار کا تعلق نیشنل گارڈز اور ریزرو فورس کے ساتھ ہے۔ ایئر فورس اور نیوی کے بھی سینکڑوں فوجیوں کو ملازمت چھوڑنے سے روک دیا گیا ہے۔ فوجی جوانوں اور افسروں پر یہ پابندی عائد کر کے امریکی فوج نے کانگریس کی مقرر کردہ اس حد کو توڑ دیا ہے۔ جس کے مطابق امریکی مسلح افواج کی کل تعداد 4 لاکھ 80 ہزار مقرر کی گئی ہے۔ 40 ہزار سے زائد فوجیوں کو ریٹائرمنٹ کی اجازت دے دی گئی تو نا تجربہ کار فوجیوں کو ریٹائرمنٹ کی بھاری تعداد کو جنگ کے لئے تیار کرنا آسان کام نہیں ہوگا۔ جنگ عظیم دوم میں امریکہ نے اپنے جی ون فوجیوں پر پابندی عائد کی تھی کہ جنگ ختم ہونے کے چھ ماہ بعد تک یہ فوجی ملازمت نہیں چھوڑ سکتے۔ 22 اکتوبر 2003ء ہفت روزہ تکبیر کی رپورٹ کے مطابق 30 سال قبل ویت نام میں امریکی ہزیمت اور ذلت آمیز شکست و نامراد واپسی اربوں ڈالرز کے خسارے اور معیشت کی تباہی کے علاوہ 59000 امریکی فوجیوں کی ہلاکتوں کا موازنہ عراق کی موجودہ صورت حال سے کر کے بے حال اور پریشان ہیں اور اکثریت کی رائے میں امریکہ واقعی ایک ایسی دلدل میں پھنس چکا ہے جہاں سے اس کا نکلنا بھی آسان نہیں ہے۔ مشرق 13 جنوری 2004ء واشنگٹن نیوز لنک کی رپورٹ کے مطابق امریکی محکمہ دفاع پینٹاگون نے خود اعتراف کیا ہے کہ عراق میں 10 ماہ کے دوران 504 امریکی فوجی ہلاک اور اڑھائی ہزار سے زائد زخمی ہوئے ہیں۔ واشنگٹن میں پینٹاگون کے ترجمان نے بتایا کہ ہلاک ہونے والے فوجیوں میں جمعرات کو فلوجہ میں بلیک ہاک ہیلی کاپٹر سے مرنے والے نو فوجی بھی شامل ہیں۔ 342 فوجی امریکی فوج پر کئے گئے مختلف حملوں میں ہلاک ہوئے جبکہ باقی اتفاقیہ طور پر پیش آنے والے حادثات میں ہلاک ہوئے انہوں نے بتایا کہ 20 مارچ سے اب تک مختلف واقعات میں 2849 امریکی زخمی بھی ہوئے ہیں۔ اسی رپورٹ سے اندازہ لگایا جائے کہ امریکی محکمہ دفاع نے خود اعتراف کیا' اصل میں حقائق اس کے دوچند ہوں گے۔ 27 مارچ 2003ء میں اے ایف پی ایجنسی رپورٹ کے مطابق میکسیکو میں پیدا ہونے والے امریکی فوجی جسے عراق میں جنگی قیدی کے طور پر رکھا گیا ہے' کی ماں نے جنگ کی مخالفت کرتے ہوئے صدر بش سے کہا ہے کہ وہ ماؤں پر کچھ رحم کریں۔ 13 جنوری روزنامہ مشرق واشنگٹن نیوز لنک رپورٹ کے مطابق یونیورسٹی آف میری لینڈ کے ملٹری آرگنائزیشن کے عہدیدار ڈیوڈ سیگل نے کہا کہ ہم نے ریزرو افواج کے محفوظ رکھنے کا طریقہ ختم کر دیا ہے' ہماری افواج کے حوصلے آج ٹوٹنے کے مرحلے میں ہیں۔ امریکی فوج کی 30 سالہ تاریخ میں بھی ایسا نہیں ہوا کہ وزیر دفاع ڈونلڈ رمزفیلڈ اور امریکی فوجی کمانڈروں نے تسلیم کیا ہے کہ 14 لاکھ سرگرم فوجیوں کی تعیناتی کو مقررہ وقت سے زیادہ طول دیا گیا ہے۔ ڈیوڈ سیگل نے کہا کہ امریکی فوجیوں کے تھکن سے دوچار ہونے کے آثار نمایاں ہو چکے ہیں۔ عراق' افغانستان اور کویت میں تعینات فوجیوں کو 10 ہزار ڈالر بونس کی ترغیبات دی گئی ہیں۔ گذشتہ ماہ عراق میں فوج کے ایک برہم گروپ نے ایک ای میل پیغام روانہ کیا جس میں عراق میں پابند یہ پیغام روانہ کرنے والے سپاہیوں نے شکایت کی تھی کہ فوجی خدمات میں جکڑے رہنے سے ان کی گھریلو زندگی اور زندگی کا عام کاروبار تباہ و برباد ہو کر رہ گیا ہے۔

18 اکتوبر 2003ء واشنگٹن (مانیٹرنگ ڈیسک) خبریں رپورٹ کے مطابق عراق میں امریکی فوجیوں میں شدید بے چینی اور بے دلی پائی جا رہی ہے جس سے امریکی فوجی ذہنی مریض بنتے جا رہے ہیں اور عراق میں امریکی فوجی خودکشی کرنے لگے 478 پاگل ہو گئے۔ امریکی نیوز ایجنسی رائٹرز نے اپنی ایک حالیہ رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ عراق میں امریکی فوجیوں کی ان گنت ہلاکتوں میں 10 فیصد کی ہلاکت خودکشی سے ہوئی اور اب تک 11 فوجی اپنے ہی ہاتھوں اپنی زندگی کا خاتمہ کر چکے ہیں۔ نیوز ایجنسی کے مطابق امریکہ کی مینٹل ہیلتھ ایڈوائزری کی ایک 18 رکنی ٹیم جو حال ہی میں عراقی فوجیوں کے معائنے کے بعد واپس آئی ہے اس کا کہنا ہے کہ فوجیوں کی نفسیات کی ایک بڑی وجہ ان کی توقع کے خلاف عراق میں زیادہ مدت کی تعیناتی اور دوسری طرف عراق میں گوریلا کارروائیاں انہیں پریشان کئے ہوئے ہیں۔ رپورٹس کے مطابق خودکشی کی کوشش میں کئی فوجی زخمی بھی ہوئے ہیں جبکہ فوجیوں کے ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی' جھگڑے اور تو تکار کے واقعات بتدریج بڑھ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض فوجی ایک دوسرے کو امریکہ جانے کے لئے مفاہمتی طور پر کہتے ہیں کہ ٹانگ وغیرہ پر گولی چلا دو تا کہ گھر بھیجا جائے۔ رپورٹ کے مطابق 478 امریکی فوجیوں کو خراب دماغی حالت کی بناء پر عراق سے باہر بھیج دیا۔ فوجی مورخین کے مطابق امریکہ کی بش انتظامیہ ویسی ہی غلطیاں کر رہی ہے جیسی کہ ویت نام میں کی جاتی رہی ہیں۔ انشاء اللہ امریکہ کا حشر ایسا ہوگا کہ تاریخ رقم کرے گی۔ امریکہ کے تاریخی دہشت گردی کے خلاف عراق میں مجاہدین اپنے جسموں پر بارود باندھ کر فدائی حملے کرتے ہیں تو اس جہادی جذبے کا علاج کسی کے پاس نہیں ہے۔ اگر ہزاروں ایٹم بموں کو روکا جائے اور مسلمانوں کے خلاف استعمال کریں تو یہ جذبہ ہزاروں کے بجائے لاکھوں میں منتقل ہو جائے گا کیونکہ مسلمان کو اس کے بدلے میں جنت ملے گی اور وہ اس جذبے کو خوشی کے ساتھ قبول کرتے ہیں لہٰذا امت مسلمہ کے حکمرانوں کو چاہئے کہ وہ توبہ تائب ہو کر امریکی غلامی چھوڑ دیں کیونکہ موت امریکہ کے ہاتھوں میں نہیں اگر ایک زلزلے کے جھٹکے سے 50 ہزار افراد ہلاک کر دیتے ہیں' فرعون کو دریائے نیل اور نمرود کو ایک حقیر لنگڑے مچھر اور قارون کو بمعہ خزانوں غرق کیا تو امریکہ اور ان کے حواریوں کو بھی ہستی سے چند منٹوں میں نیست و نابود کر سکتے ہیں۔

(بشکریہ ہفت روزہ تکبیر)

کاروان خلافت منزل بہ منزل

دوروزہ دعوتی وتربیتی کیمپ

حلقہ پنجاب شمالی کے زیراہتمام ایک دو روزہ دعوتی و تربیتی کیمپ مسجد الہدیٰ پیپلز کالونی راولپنڈی کینٹ 23 جنوری 2004ء بعد عشاء تا 25 جنوری 2004ء ظہر تک منعقد کیا گیا۔ جناب اسرارالحق اس دوروزہ کے ناظم تھے جنہوں نے مشورے سے بہت عمدہ پروگرام ترتیب دیا۔ 23 جنوری بعداز عشاء جناب اسرارالحق نے کارروائی کا آغاز فرمایا اورسب سے پہلے سورۃ غاشیہ کو پڑھا گیااور پھر ترجمہ کرکےاس کی ایک ایک آیت پر مذاکرہ ہوااور طے کیا گیا کہ ان شاءاللہ دو روزہ کے اندر سورۃ کو حفظ کیا جائے گا اور ساتھ ہی ترجمہ بھی یاد کریں گے۔ انذار آخرت کے حوالے سے قرآن حکیم کی یہ سورت بڑی اہمیت کی حامل ہے۔

24 جنوری: سب رفقاء کونماز تہجد کے لئے بیدار کیا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کومضبوط سے مضبوط تر کرنے کے لئے نماز تہجد کی بہت اہمیت ہے۔ بعد نماز فجر درس حدیث ہوااور طے کیا گیا کہ ہر فرض نماز کے بعد دو تین احادیث بیان کی جائیں گی اس ذمہ داری کو امیر تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ جناب رؤف اکبراور رفیق تنظیم جناب محمد فاروق قریشی نے نبھایا۔

9 بجے صبح تا 9.40 تک راقم نے ''اخلاقیات'' کے موضوع کو بیان کیااور یہ بات سامنے آئی کہ زندگی کا اہم ترین حصہ اخلاقیات ہی پر مشتمل ہے۔ حسن اخلاق کا تقاضا ہے کہ جوبھی نیکی کا کام کیا جائے اس سے مقصود رضائے الٰہی ہو۔ جتنا اونچا کام کر رہے ہیں اتنا ہی اخلاق بھی اونچا ہونا چاہئے۔

پروگرام کے بعد ناظم صاحب نے رفقاء کو 5 ٹیموں میں تقسیم کر دیا۔ 4 ٹیموں کی ذمہ داری پیپلز کالونی بازار میں ہینڈ بلز کی تقسیم لگادی گئی۔ یہ ہینڈ بلز تنظیم اسلامی کی بنیادی دعوت ''دینی فرائض کے جامع تصور'' کے موضوع پر تیار کیا گیا تھا۔

تقریباً 500 ہینڈ بلز بازار میں تقسیم کئے گئے اور بازار میں کئی دکانداروں سے ملاقات کر کے ان کے سامنے تنظیم اسلامی کی دعوت رکھی اور شام بعد مغرب مسجد الہدیٰ میں درس قرآن دیا گیا۔

ایک دوسری ٹیم جو کہ جناب رؤف اکبر اور صادق صاحب پر مشتمل تھی مسجد الہدیٰ سے متصل شبلی کالج کے پرنسپل صاحب سے خصوصی ملاقات کے لئے گئی۔ پرنسپل صاحب نے کمال مہربانی سے کالج کے نوجوان طلباء کو کالج کی چھت پر بٹھایا اور ان کے سامنے جناب صادق صاحب رفیق تنظیم نے ''دینی فرائض کا جامع تصور'' رکھا۔ بعدازاں سوال وجواب کی نشست بھی ہوئی۔ قبل از ظہر تقریباً تمام ساتھی واپس مسجد میں آ گئے۔ بعداز نماز ظہر کھانے کے فوراً بعد رفقاء کو دوبارہ دو گروپس میں تقسیم کر دیا گیا۔ ایک گروپ کے رفقاء فوری طور پر کمال آباد جو کہ مسجد سے ذرا فاصلے پر ہے کی طرف روانہ کر دیا گیا جہاں ایک پرائیویٹ سکول TMD میں بعدازاں نماز مغرب رفیق تنظیم جناب شمیم اختر صاحب نے ''دینی فرائض کے جامع تصور'' کے موضوع پر خطاب کرنا تھا۔

رفقاء نے احباب اور اہل محلّہ کو اس پروگرام میں شرکت کی دعوت دی اور ہینڈ بلز بھی تقسیم کئے۔ پروگرام میں شرکاء کی تعداد 30 رہی۔

دوسرا گروپ بعداز نماز مغرب مسجد الہدیٰ میں پروگرام کی تشہیر کے لئے روانہ ہوا۔ مسجد الہدیٰ میں رفیق تنظیم جناب محمد صادق صاحب نے دینی فرائض سامعین کے سامنے رکھے۔ عشاء کے بعد مسجد میں ''دعوت کے عملی نمونہ'' کو دو گروپ کی شکل میں پیش کیا گیا۔

حسب معمول صبح نماز تہجد کے لئے رفقاء کو بیدار کیا گیا اور رفقاء اشراق تک تلاوت اور اذکار کے اندر مشغول رہے۔ پھر ناشتہ کروایا گیا۔

آج کا پہلا باقاعدہ لیکچر جناب طارق محمود صاحب نقیب اسرہ ننھ بھاٹہ نے ''انقلابی کارکنوں کے اوصاف'' پر دیا۔ انہوں نے کہا کہ انقلابی کارکنوں کا بنیادی وصف یہ ہونا چاہئے کہ نفسانی خواہشات پر کنٹرول ہو۔ مادیت سے خوفزدہ نہ ہوا جائے۔ انقلابی نظم کی بنیاد روحانی ہو۔ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دی جائے۔ تکبر سے بچیں اور دوسروں کو حقیر نہ جانیں۔ دجالی تہذیب کے مقابلے میں ایمانی قوت پر یقین وتوکل ہو۔

آج چونکہ اتوار کی چھٹی تھی اس لئے دن 11 بجے دو رفقاء کے ہاں دروس قرآن منعقد ہونا تھا۔ چنانچہ رفقاء کے دو گروپ بنا کر دونوں رفقاء کے گھروں کو روانہ کر دیئے گئے تاکہ رفقاء وہاں پر دعوت کا کام کریں۔ چنانچہ رفیق تنظیم جناب نصیر احمد کے ہاں رفیق تنظیم جناب امجد سعید اعوان نے اور رفیق تنظیم حاجی عزیز الرحمٰن کے ہاں جناب محمد صادق صاحب نے دینی فرائض کے جامع تصور کے موضوع پر درس دیا۔ حاضری بالترتیب 8 اور 15 رہی۔ سب رفقاء نے نماز ظہر مسجد الہدیٰ میں ادا کی۔ کھانے پر ہی رفقاء سے دوروزہ کے بارے میں تاثرات لئے گئے۔ رفقاء نے اسے بہت سراہا کہ ایک طرف اپنی تربیت ہوئی' آپس میں مل بیٹھنے کا موقع ملا اور دوسری طرف باہر نکل کر دعوت کا کام کیا۔ دعا پر دوروزہ اختتام پذیر ہوا۔ اگر رفیق تنظیم جناب محمد فاروق قریشی کا ذکر نہ کیا جائے تو شکر کا حق ادا نہ ہوگا کہ وہ لگاتار تمام رفقاء کے لئے ناشتہ اور کھانا پکوانے کا اہتمام بڑے سلیقے اور عمدہ طریقے سے اپنے گھر پر کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اجر عظیم سے نوازے۔ آمین

(راقم: چوہدری اشتیاق حسین' نقیب اسرہ کمال آباد' راولپنڈی کینٹ)

تنظیم اسلامی ضلع باغ (آزاد کشمیر) کا ماہانہ دعوتی پروگرام

یہ پروگرام 10 فروری بروز منگل تنظیم کے مقامی دفتر کی بالائی منزل (کھلی جگہ) پر منعقد ہوا۔ پروگرام کی تشہیر کے لئے تمام مقامی اخبارات میں پریس ریلیز شائع کروائی گئیں۔ ایک ہزار کے قریب احباب کو دعوتی خطوط ارسال کئے گئے۔ نیز شہر کی تمام مرکزی جگہوں پر پوسٹرز اور بینرز لگائے گئے۔

اس پروگرام کے دو حصے تھے۔ پہلا حصہ (نماز عصر سے قبل) ناظم حلقہ پنجاب شمالی جناب خالد محمود عباسی کے عمومی خطاب بعنوان ''یہود و نصاریٰ سے دوستی' قرآن کی روشنی میں'' پر مشتمل تھا۔ اس پروگرام میں بڑی تعداد میں وکلاء' اساتذہ اور پروفیسر حضرات نے شرکت کی اور خطاب کو بہت یکسوئی سے سنا۔

دوسری نشست اور نماز مغرب منعقد ہوئی۔ اس میں خالد محمود عباسی صاحب نے ''دین اور مذہب کا فرق'' وائٹ بورڈ کے ذریعے بڑی عمدگی سے سمجھایا۔ شرکاء نے بڑی توجہ سے اس خطاب کو سنا۔ بعدازاں سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی۔ یہ پروگرام ڈھائی گھنٹے جاری رہا۔

ان دونوں پروگراموں میں رفقاء نے بڑی دلچسپی اور جوش وخروش سے حصہ لیا۔

انتظامات بہت عمدہ تھے' ہر ایک نے اپنی ڈیوٹی احساس ذمہ داری کے ساتھ نبھائی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین (رپورٹ: راجہ محمد اسلم منہاس)

اسرہ بٹ خیلہ اور اسرہ باڈوان کے زیراہتمام سہ روزہ تفہیم دین کورس

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی کے تحت بٹ خیلہ (مالاکنڈ ایجنسی) میں اسرہ بٹ خیلہ اور اسرہ باڈوان (ضلع دیر ''لوئر'') کا مشترکہ دفتر قائم ہے۔ جہاں اللہ کے فضل سے ابتدائی عربی گرائمر کورس باقاعدگی سے جاری رہتا ہے۔ علاوہ ازیں دونوں اسرہ جات کے تنظیمی وتربیتی اجتماعات بھی یہاں منعقد ہوتے ہیں۔ 29 جنوری 2004ء کو دونوں اسرہ جات کے مشترکہ تنظیمی اجتماع میں متفقہ طور پر ایک سہ روزہ تفہیم دین کورس کے انعقاد کا فیصلہ ہوا۔ اسی فیصلہ کے مطابق دونوں اسرہ جات کے زیرانتظام 13 تا 15 فروری 2004ء ایک سہ روزہ تفہیم دین کورس کا انعقاد بمقام حق پبلک سکول باڈوان (ضلع دیر ''لوئر'') کیا گیا۔ کورس کی تشہیر کے لئے دو عدد بڑے بینرز لگائے گئے' پروگرام پر مشتمل دو سو دعوت نامے احباب تک پہنچائے گئے' نیز پبلک مقامات اور علاقہ کی تمام مساجد میں اشتہارات بھی چسپاں کئے گئے۔ یہ ذمہ داری اسرہ باڈوان کے رفقاء نے بحسن وخوبی انجام دی۔

کورس کے دوران روزانہ 2 بجے تلاوت کلام پاک سے پروگرام کا آغاز ہوتا۔ اس کے بعد

ایک ایک گھنٹہ دورانیہ پر مشتمل دو لیکچر ہوتے۔ دونوں لیکچرز کے درمیان مختصر وقفہ ہوتا جس میں شرکاء کی چائے بسکٹ سے تواضع کی جاتی اور دعا پر پروگرام کا اختتام ہوتا۔ اس سہ روزہ تفہیم دین کورس میں جو لیکچرز ہوئے ان کے موضوعات اور لیکچرار حضرات کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

1۔ راہ نجات سورۃ العصر کی روشنی میں' جناب احتشام الحق اسرہ بٹ خیلہ

2۔ فرائض دینی کا جامع تصور' جناب شوکت اللہ شاکر' نقیب اسرہ بٹ خیلہ

3۔ مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق' جناب محمد امین سواتی' اسرہ بٹ خیلہ

4۔ اجتماعیت اور بیعت کی اہمیت' جناب تنظیم الحق' ناظم بیت المال حلقہ سرحد شمالی

5۔ منہج انقلاب نبوی' جناب شوکت اللہ شاکر' نقیب اسرہ بٹ خیلہ

6۔ خصوصی اختتامی خطاب' جناب مولانا غلام اللہ حقانی' ناظم دعوت حلقہ سرحد شمالی

اس تفہیم دین کورس کے دوران رفقاء و احباب کی روزانہ اوسط حاضری 35 رہی۔ آخری دن رفقاء و احباب سے اختتامی خطاب کے لئے حلقہ سرحد کے ناظم دعوت جناب مولانا غلام اللہ خان حقانی صاحب کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ مولانا صاحب نے اپنے مفصل خطاب میں کورس میں شامل موضوعات کے مضامین کا جامع خلاصہ بیان کیا اور موجودہ ملکی و بین الاقوامی حالات کے تناظر میں مسلمانوں کی ذلت' پستی اور بے بسی کے اسباب پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے فرمایا کہ "نیو ورلڈ آرڈر" دراصل "جیو ورلڈ آرڈر" ہے۔ اعدائے اسلام سائنس و ٹیکنالوجی میں تفوق اور عالمی اداروں کے ذریعے عالم اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف عمل ہیں اور اللہ کی بغاوت پر مبنی تہذیب دنیا پر مسلط کرنے کو شرم و حیا کا جنازہ نکالنے اور چادر و چار دیواری کا تقدس پامال کرنے پر تلے ہوئے ہیں تاکہ سوا ارب سے زیادہ مسلمانوں کو حیوانی سطح پر زندگی گزارنے پر مجبور کر کے اپنے مذموم مقاصد پورے کر سکیں۔ آپ نے فرمایا کہ رجوع الی القرآن وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اسلام اور قرآن کی حقانیت سے مجبور ہو کر مغرب اور یورپ کے ذہین افراد اسلام قبول کر رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم صحیح معنوں میں مسلمان بنیں اور قرآن کے آفاقی پیغام کو مخاطبین کی ذہنی سطح کے مطابق مدلل طور پر پیش کریں اور دور حاضر کے مشرکانہ و ملحدانہ نظریات کے بتوں کو پاش پاش کر کے اسلام کا نظام عدل و قسط قائم کرنے کی کوششوں میں تن' من' دھن کھپائیں۔ دعا پر کورس کا اختتام ہوا۔

(رپورٹ: شوکت اللہ شاکر' نقیب اسرہ بٹ خیلہ)

اسرہ قرآن کالج کی پندرہ روزہ میٹنگ

اسرہ قرآن کالج کی پندرہ روزہ میٹنگ 16 فروری بروز پیر 9 بجے رات کامن روم میں منعقد ہوئی۔ جس کا باقاعدہ آغاز کلام پاک سے کیا گیا۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت غلام عباس نے حاصل کی۔ اس کے بعد اسرہ کے نقیب پروفیسر مسعود محمد اقبال صاحب نے ایک آیت کا ترجمہ و تشریح بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ہم لوگوں کا برائیوں کی طرف زیادہ رجحان ہے اور اچھائیوں سے منہ موڑ رکھا ہیں۔ یہ ہماری بدنصیبی اور بدبختی ہے کہ ہم نے اپنے رب کریم اور محبوبؐ کے بتائے ہوئے اصولوں کو اپنانے کی بجائے دوسرے کاموں میں زیادہ مصروف عمل نظر آتے ہیں۔ اس کا انجام کبھی ہم نے نہیں سوچا کہ یہ زندگی تو عارضی زندگی ہے۔ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ اس کے لئے ہمیں کیا ساز و سامان جمع کرنا ہے۔ وہاں تو انفرادی طور پر پوچھا جائے گا کہ زندگی کن کاموں میں گزاری' پھر ہمارے پاس کیا جواب ہوگا۔ اب بھی وقت ہے اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کا۔ وہ معاف کرنے والا ہے۔ اچھے بنو اور اچھے کاموں کی دعوت دو تاکہ بھٹکے ہوئے ساتھیوں کو ہماری دعوت سے فلاح کا راستہ مل سکے۔ انہوں نے کہا کہ 9 مارچ کو ماہانہ میٹنگ کے دوران ہر رفیق سے تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کرنے کے بارے میں سوال پوچھا جائے گا کہ آپ نے تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کیوں کی؟ تنظیم کے رفقاء کو اعانت اور وقت کی پابندی کے بارے میں خصوصی طور پر تاکید کی گئی۔ انہوں نے دعوتی پروگرام کا سلسلہ بھی جاری رکھنے کو کہا۔ اس کے لئے ہر ساتھی اپنے دوستوں' عزیز و اقارب' رشتہ داروں کو دعوت دے اور میل ملاقات' تعلق و رابطہ بڑھانے کی سعی کی جائے۔ اور اسے اپنا شعار بنایا جائے تاکہ دعوت میں ایک نکھار پیدا ہو سکے۔ اپنے کردار' لب و لہجہ میں ایسی کشش پیدا کریں کہ دیکھنے والے تمہاری شخصیت سے متاثر ہو سکیں۔ اپنے آپ کو مسلمان ہونے کا نمونہ بنا کر پیش کیا جائے تاکہ دوسرے لوگ ہمارے اخلاق و کردار سے متاثر ہو کر ہمارے ساتھ کام کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ انہوں نے کہا کہ قرآن مجید کا ایک حرف پڑھنے سے 10 نیکیاں ملتی ہیں اگر صبح ہم ایک رکوع بمعہ ترجمہ پڑھیں تو ہمارے نامہ اعمال میں کتنی نیکیاں لکھی جائیں گی۔

آخر میں دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اچھے اور نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(رپورٹ: کرم داد خان بلوچ' لاہور)

دعائے مغفرت

☆ محترمہ زرین انوار صاحبہ کے والد صاحب رحلت فرما گئے ہیں۔

☆ حلقہ سرحد جنوبی کے مبتدی رفیق محمد جمشید کا انتقال ہو چکا ہے۔

☆ اسرہ گلبرگ کے رفیق تنظیم خالد محمود کی والدہ وفات پا گئی ہیں۔

☆ جناب ڈاکٹر سعید الزمان کے بھائی رحلت فرما گئے ہیں۔

رفقاء و احباب اور قارئین ندائے خلافت سے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

ضرورت رشتہ

☆ رفیق تنظیم اسلامی' MSc' عمر 30 سال' دراز قد' شعبہ تعلیم سے وابستہ نوجوان کے لئے موزوں رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: محمد اسلم' الہدیٰ لائبریری' فلیٹ 5/ سلطانہ آرکیڈ' فردوس مارکیٹ' گلبرگ' لاہور

☆☆☆

شیخ صدیق فیملی کی 22 سالہ' بی اے' سی ٹی' رنگ بھورا' بیٹی کے لئے دینی اور برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: ڈاکٹر عبدالشکور رؤفی صاحب 66۔ سکندر بلاک' علامہ اقبال ٹاؤن' لاہور

فون: 7445408

☆☆☆

بیٹی عمر 23 سال' تعلیم ایم اے ایجوکیشن کے لئے ترجیحاً تحریکی مزاج رکھنے والے لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: محمد عبدالصمد ماجد' ہاؤس نمبر R 264 سیکٹر 32-A کورنگی نمبر 1 1/2 کراچی

موبائل: 03002185532

ضرورت ملازمت

مبتدی رفیق' تعلیم ایم کام' عمر 23 سال' مقیم لاہور' کو لاہور ہی میں ملازمت کی ضرورت ہے' آئی کام' بی کام کے طلبہ شام کے اوقات میں ٹیوشن کے لئے رابطہ کر سکتے ہیں۔

رابطہ: محمد امتیاز' موبائل نمبر: 0300 4289683

ہفت روزہ مبتدی تربیت گاہ

رفقائے تنظیم اسلامی کو اطلاع دی جاتی ہے کہ 14 تا 20 مارچ 2004ء مرکزی دفتر تنظیم اسلامی میں ہفت روزہ مبتدی تربیت گاہ کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ تربیت گاہ کا آغاز 14 مارچ بروز اتوار بعد نماز عصر ہوگا اور یہ 20 مارچ بروز ہفتہ نمازِ ظہر تک جاری رہے گی۔ وہ رفقاء جنہوں نے اب تک مبتدی تربیت گاہ میں شرکت نہیں کی وہ اس تربیت گاہ میں شرکت کا اہتمام کریں۔

مرکزی تنظیم اسلامی

67۔ اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو' لاہور فون: 6366638-6316638

Bush's twin daughters Barbara and Jenna have done. For example, young Barbara Bush showers in the same-sex bathrooms at Yale with men in the next stall, the *New York Post* reported on November 3, 2003. Thomas Friedman would consider it "our lifestyle," or a little freedom; whereas many religious Muslims, Jews and Christians consider it total moral bankruptcy. If that is what the secular bulwarks of Western civilization mean by freedom, most people resisting godlessness will have none of it.

Weimar Republic Berlin became the world's frontier town for sexual experimentation. The same is now lifestyle in the "Western civilization." Democracy can not flourish without the sexual emancipation of women, the liberty to experiment with alternative lifestyles, to depict sexual intercourse in the plastic arts, and so forth. Permissiveness is in the nature of democracy Bush, Blair, Boykin and Pipes are promoting. A passing majority can crush minorities and intimidate opposition. However, this principle applies only to economic and regional minorities, not to sexual minorities.

'The Dying God" explains how secular tradition adopted Lucifer as symbol of mankind's rebellion against God. It enshrines human reason, appetite and will as the ultimate standard of goodness and truth. It usually defines freedom in terms of destroying the moral and social order. Freedom means dissipation not uplift and empowerment. To be a little free is to be a little pregnant. Freedom to terminate pregnancy at will, to terminate adult life at will (right to suicide), and the elimination of all stigma attached to what once was called deviant sexual behavior may have catastrophic social consequences. The world will not survive its experiment with the product of an occult tradition; experiment with liberty, as freedom turns to anomie, self-disgust, and the dwindling of the will to survive.

Livingstone explains how this occult dogma of secularism was secretly adopted by key elites throughout history and was behind the bloody English (1649), American (1776), and French (1789) revolutions. Today's West embodies the program of the Enlightenment. Iindividuals are left to pursue happiness as they see fit so that the elite may go after global domination. There is no way in which the West provides an example that the Muslim world should follow.

Thomas Friedman tells the chief warriors of a war on Islam: "Yes, Bush, you and Blair have kicked off something very big - a war of ideas with, and within, Islam... You are talking about trying to change a whole civilization, whose backward, fanatical elements... now threaten you." [13]

David Livingstone work shows that a war within the West is more urgently needed for holding it from prostrating to a dead god than a war with and within Islam. All those who claim and believe that they belong to Western civilization must dedicate their remaining life to fighting the denial of reality within and intolerance to others so we can preserve our relations between.

The need is to crack some of the foundation blocks of Western civilization, and weaken the edifice. There is no need to foster rebellion, but just disinterest. We definitely can reduce the awe that the globalists attract, and simply cause people to look elsewhere, elsewhere from mainstream TV, Hollywood, and materialism in general. Livingstone believe, "we will frustrate the efforts of the globalists merely by turning people's attention away from them." Once it is done, they will then be able to look to higher ideals.

End Notes

[1] "A study of History" (1954). Arnold Toynbee , the well known British historian, has responded to this unique phenomenon with the view that all previous civilizations (previous, i.e., to modern western civilization) are either 'dead' or 'moribund', and that it is not inevitable that western civilization would suffer the fate which attended all previous civilizations (Toynbee: Civilization on Trial, Ox Univ. Press, London, 1957: p.38)

[2] "The culture of disbelief" (1994)

[3] "God's Funeral: The Decline of Faith in Western Civilization" (1999)

[4] "The Death of the West" (2001)

[5] Thomas Friedman, "Defusing the Holy Bomb," NY Times, 27 Nov 2002.

[6] Ibid. Thomas Friedman — quoting Brink Lindsey of the Cato Institute who wrote this in National Review, "Defusing the Holy Bomb," NY Times, 27 Nov 2002.

[7] Ken Hanly, "Italian Prime Minister Says Western Civilization Superior to Islamic Civilization The Associated Press September 26, 2001 23:59 UTC. Also see: 11:04 2001-10-02 Racist Berlusconi Pravda.RU:Top Stories:More in detail http://english.pravda.ru/world/2001/10/02/16760.html He told a news conference, "We must be aware of the superiority of our civilization, a system that has guaranteed well-being, respect for human rights and - in contrast with Islamic countries - respect for religious and political rights, a system that has as its values understandings of diversity and tolerance."

[8] David F. Forte, "War for Civilization: The Islam of Bush, Blair, and Giuliani," National Review November 1, 2001.

[9] White House Web site 06 November, 2001, 7:10 A.M EST http://www.whitehouse.gov/news/releases/2001/11/20011106-2.html)

[10] Times, Nov 17, 2003

[11] THOMAS L. FRIEDMAN, "War of Ideas, Part 1," NY Times, January 8, 2004

[12] The European goal was very clearly, yet so mysteriously and ominously, the goal of establishing European rule over the whole world. Toynbee confirmed this in a very candid statement in his famous book, "Civilization on Trial":

"Western civilization is aiming at nothing less than the incorporation of all of mankind in a single great society and the control of everything in the earth, air and sea .... " (Ibid. p.166)

[13] THOMAS FRIEDMAN, "Battle of Islam is as huge as Cold War," The New York Times, published at Tibnet.com on December 2nd, 2003

Abid Ullah Jan's latest book, *The End of Democracy*, has just been released in Canada.

---

single greatest contributor of the accomplishments that have benefited mankind," and that Western values "have demonstrated their efficacy, and ... the rest of the world ...is yet mired in a more primitive stage of evolution."

David Livingstone explains the occult doctrines become the bedrock of Western civilization as they were "disseminated through a network of secret societies, like the Rosicrucians and Freemasons. Though claiming affiliation to Christianity, they adhered to complex belief systems quite distant from Christian teachings."

This is from where the rot begins. The soul of a Culture is closely related to the strong religious beliefs of the leaders of the people within which the Culture is to take root and grow. The recent complaints are that Muslim do not say goodbye to their culture which holds them from perfect assimilation in the Western civilization. Spengler saw this interrelation in this way: "[A Culture] dies when the soul has actualized the full sum of its possibilities in the shape of peoples, languages, dogmas, arts, states, sciences, and reverts into the proto-soul."

In other words, when the underlying religious beliefs of the "soul" of the Culture cease to motivate mankind into the formation "peoples, languages, dogmas, arts, states, [and] sciences," at that point the "soul" and the Culture dies. However, he believed that the "peoples, languages, dogmas, arts, states, [and] sciences" live on, in the form actualized by the Culture, and he called this "life after death" experience "Civilization."

The essential concept here is that, once you perceive the rise of Civilization, the Culture is dead! The "soul" has been removed from the existence of the populace, and religion no longer inspires mankind to the attainment of higher objectives. So, what is the force which drives "The Decline of the West?" It is, rather, the lack of a force at two levels: first, it is the failure of the now-dead "soul" of the Culture to support further developments (or as Spengler would say, to actualize further possibilities), and second, there is no such force in a world dominated by secularism to keep the civilization thriving as well.

A civilization is a shared understanding, and the decline of a civilization is the decay of this communal understanding from sensible to senseless. A community maintains its understanding by passing it from generation to generation. That is, each generation is charged with rearing its progeny as dutiful (unselfish) citizens who revere the morality, hence the manners, customs and religious values, of their parents. When this process fails and most citizens no longer revere their parents' morality but the morality of convenience (selfish freedom) called modern lifestyle, then the community stops improving its manners, customs and traditions and starts discarding them. And the rot progresses a generation at a time, with each succeeding wave of offspring discarding more manners, customs and traditions, which in turn means showing less restraint, and thus less understanding, than the last generation.

In the absence of permanent norms, as previous restraints are discarded as "ancient texts," citizens find themselves less able to resist their private impulses. With a reduced need to control their urges they become more susceptible to the temptations of conceit, vanity, envy, sloth, rage, lust, greed and fear — and repression and domination to address this fear; [12] losing not only the ability to control their actions but their thoughts. Hence with each successive generation the character of the citizens becomes increasingly uncontrolled, irresolute and silly. That is the "life style" Friedman cherishes: immorality at its peak. That is what the West has become and what its leaders call, "they hate us for what we are."

David Livingstone has done a commendable job by taking us to the roots of secularism from where it is easy for the readers to connect dots to the schizophrenic calls for going to wars to defend Western civilization. The masses growing interest in Islam is simply for the reason which brought leading Berlin rabbis into the fold of Hitler. If Berlin rabbis could pledge loyalty to moral values of Nazism, it was because they were opposed to decadent Bolshevism and libertinism, as opposed to the left-wing Jews who made up much of the avant garde.

Islam is then Islam. Even in the most exploited form, it is still a far better guide than the Nazi philosophy. Similarly, a majority of Italy's Jews joined Benito Mussolini's Fascist party because they were facing a catastrophic shift in values in the wake of World War I and they opted for Nazi and fascist ideologies to check moral decay. This time around, people are more aware about the alternative in the form of Islam — irrespective of the Muslims' practice to the contrary to its teachings.

On the other hand, the theories of racial and civilizational superiority put forward by the Western commentators and political leaders, in David Livingstone words are "not the rabid ravings of neo-Nazi fanatics. These are the purported sober theories of mainstream intellectuals. However, their claims are no different than the lunacies formerly upheld by Hitler. The only matter that differentiates modern scholars from that scoundrel is the manner in which their ideas were implemented. Nevertheless, how many casualties have resulted from the belligerence of Western nations, who impose their ideology on others out of an arrogance justified by the corrupt view that Europeans have been the leading proponents of human history."

The core reason is that the chief defenders of Western civilization have embraced secularism as a religion. In "The Dying God," Livingstone shows that the much vaunted Western civilization is really the product of an occult tradition that can be traced back to ancient Babylon through Freemasons, Rosicrucians, Templars, Plato and the Cabalists.

Bush, Blair and their supporters' decadence is an affront to the sensibilities of traditional Jews, Christians and Muslims alike. Today Western civilization offers a far graver threat to the religious norms. When Bush hectors the Muslim world on behalf of the Western ideal of freedom, traditional Muslims, Jews and Christians look askance at him. By their standards, what sort of parent is he? Those believing in permanent norms take serious note for less than

Vol: 13 Regd. No. LRL -50 No. 9

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan

The dead god

Many in the West could not digest the idea of *decline* after going through Oswald Spengler's famous work, "*The Decline of the West*" in 1917. Around fifty years later, Arnold Toynbee's based his scholarly treatise [1] upon consideration of numerous civilizations and set out the symptoms and prognosis of Western condition, but still left many with doubts that Western civilization is disintegrating.

Over all the West remained committed to denying the fate it was slowly succumbing to ever since the French Revolution, which Toynbee claimed marked the start of Western slide into decay.

After reading Stephen L. Carter, [2] A.N. Wilson [3] and Patrick Buchanan, [4] a great majority around the world, however, accepted the fact in the nineties that Western civilization is, at least, decaying.

Finally, David Livingstone's "*The Dying God: Hidden History of Western Civilization*" (2002), leads readers to the conclusion that the god they just considered as dying has long been dead.

For moulding public opinion in favor of the dead god, commentators from Thomas Friedman to Victor Davis Hanson and Daniel Pipes have successfully employed the phrase: Muslims "hate us for who we are." Political and military leaders, such as Bush, Blair and Boykin, are busy promoting the same philosophy of secular supremacy on practical grounds.

A literature review shows that this phrase is used in hundreds of ways. That is, undoubtedly, true, but the proponents of this idea don't bother to pause and ponder, just what they really are. They don't ask, what "are we"?

Speaking on behalf of Bush, Friedman tells "leaders" of the Muslim world: "Friends, unless you have a war within your civilization, there is going to be a war between our civilizations." [5] Brink Lindsey of the Cato Institute warned Muslims that "rote memorization of ancient texts, suppression of critical inquiry and dissent" are "the recipe for anything other than [Islamic] civilizational decline." [6]

A war on Muslim civilization was, however, officially declared one year before Friedman sent this unofficial message to the so-called Muslim leaders. On September 26, 2001, after a meeting in Berlin with Russian President and the German Chancellor, Berlusconi declared: "We cannot put all civilizations on the same level. We must be aware of our supremacy, of the superiority of Western civilization." [7]

Few days later, on November 1, David F. Fort declared: "We are in a war for civilization..." [8] Bush followed swiftly on the already prepared ground and declared five days later, our enemies are a threat "to [our] civilization itself." This message is still on the White House official web site." [9]

What civilization, values and lifestyle are these warriors of civilization talking about? After regurgitating "our life style" and "our civilization" for 21 months without giving any explanation, Blair came to explain it to the US Congress on July 17, 2003.

The main elements of his "common civilizational values are: " ...we all have **too much to lose**. Because **technology, communication, trade and travel are bringing us ever closer together**... countries like yours and mine have **trebled their growth and standard of living**. Because even those powers like Russia, China or India can see the **horizon of future wealth** clearly and know they are on a **steady road toward it**. And because all nations that are free value that freedom, will defend it absolutely..."

Ever-increasing wealth, communication, trade, travel? Is that what centuries and millenia of a common tradition is all about? Is Western civilization really as shallow as all that? or it is what Charles Krauthammer describes: "The world hates the US for its wealth, its success, its power." [10] This is a good description of a sterile, reductive, material view of existence, in which there is nothing higher than human desires and the organization of society to satisfy them to the maximum extent.

David Livingstone digs history with different perspective and goes to the roots of this world view of endless, ever-expanding consumerism, of prosperity for the sake of prosperity, of freedom for the sake of freedom.

The book 'The Dying God' answers the questions that are confusing people today. It also exposes foundations of the lifestyle Friedman is talking about when he says, "Suicidal Islamist militants have the potential to erode our lifestyle. [11] It takes us back to the beginnings of Western Civilization and look over the worldview, or philosophy, that Western culture is based upon.

There is a devastating error in the philosophy that began and shaped Western civilization up to the present day. So called 'globalization' of secularism is little more than the end game of that original error. It is difficult for Westerners to understand themselves or the meaning that can be found in their lives. David Livingstone shows that much of Western thinking is like a hypnotic fog that infects every move the Westerns make and the rumbling of "our way of life" further thickens this fog.

'The Dying God' takes a tour through life inside the distorted historical confines of Western civilization, explaining the view and pointing out the illusions step by step. It shatters the fundamental misconceptions such as, "Greeks [are] our ancestors," the West has "dominated modern history, but all of history, and therefore, has been the